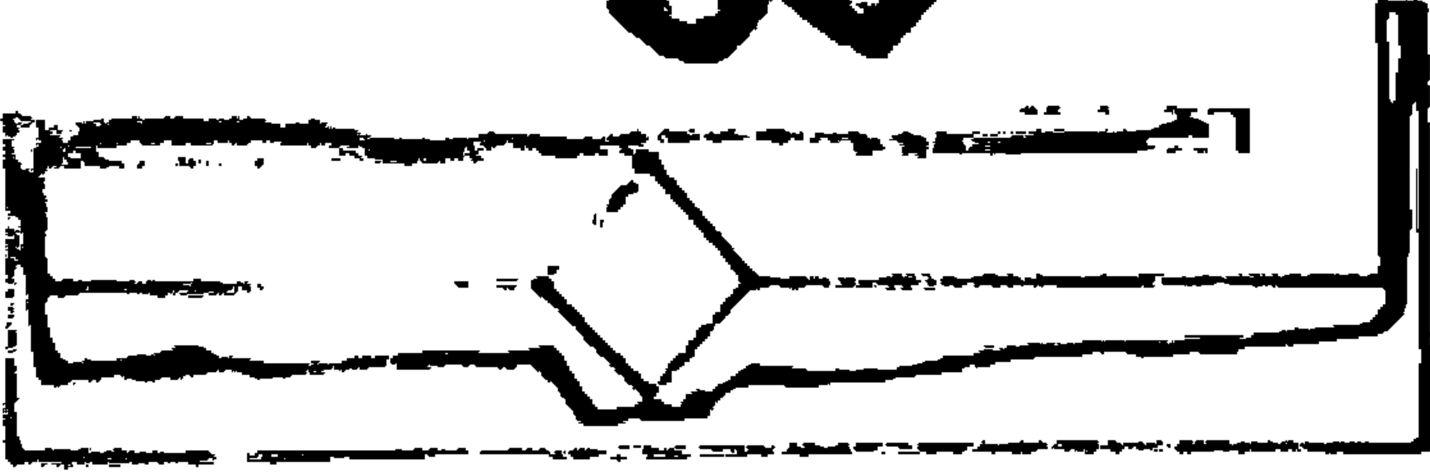
عمران سیریز



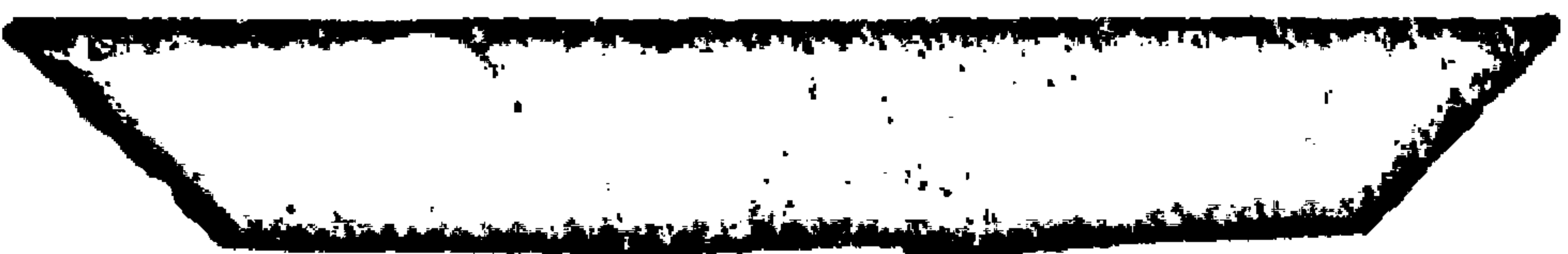
ایک
حیرت انگیز
جاسوسی
ناول

جولیا



ایکشن

اے قریشی



علیم پبلشرز، قذافی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

ناشر ◎ عبدالعلیم قریشی

طابع ——— زاہد بشیر پرنٹرز
بار اوّل ——— ۱۹۸۵ء
تعداد ——— ایک ہزار
قیمت ——— ۱۰ روپے

علیم پبلشرز
لاہور ۲

سُرخ رنگ کی ایک موٹر سائیکل پہاڑی علاقے میں صاف ستھری مگر ویران سڑک پر اڑی جا رہی تھی۔ آسمان پر سیاہ گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ کہیں کہیں پہاڑوں پر بجلی چمک رہی تھی۔ مگر اس خطرناک موسم سے لاپرواہ موٹر سائیکل سوار رفتار بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ موٹر سائیکل کی اسپیڈ ہر آن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ایک موڑ گھومتے ہی زبردست دھماکہ ہوا۔ جیسے بھیانک انداز میں بادل گرجے ہوں۔ مگر وہ گرج بادلوں کی نہیں تھی بلکہ موٹر سائیکل کی ٹنکی پھٹنے کی آواز تھی —

موٹر سائیکل اور سوار لڑھک کر نشیب میں جا گرے۔ وہ ایک سنسان جگہ تھی۔ وہاں دور دور تک کوئی ذی روح نہ دکھائی دے رہا تھا۔ سڑک کے دو رویہ لمبے لمبے درخت کھڑے تھے۔ بادل مزید گہرے ہو گئے تھے۔ اندھیرا سا پھیل گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ابھی بارش ہو جائے گی۔ ہوا میں زیادہ خنکی اور تیزی نہ تھی۔ بھیگا بھیگا سا

موسم تھا۔ جیسے بادلوں نے پہاڑوں پر خیمے ڈال رکھے ہوں۔ اگر یہ حادثہ سامنے نہ ہوتا تو بہت ہی پیارا نظارہ تھا ! — چشمے بہہ رہے تھے۔ آبشاریں گنگنا رہی تھیں۔ وہ جنت نظیر وادی تھی۔

ایسی وادیوں میں اکثر شیطان بھی گھس آتا ہے۔ موٹر سائیکل سوار کچھ دیر بے ہوش پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس نے سر ابھارا! اب وہ ہوش میں آ گیا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اچانک اسے سامنے دیکھ کر وہ چونک گیا۔

وہ کڑیل جوان ایکسٹو کی ٹیم کا آدمی صفدر تھا۔ جس نے بم مار کر اس کی موٹر سائیکل ناکارہ کر دی تھی۔ موٹر سائیکل سوار بھی خاصا طاقتور تھا۔ اب وہ اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اور ہر قسم کے حملے کے لئے تیار تھا۔ وہ اس حادثے سے سخت برہم تھا۔

جیسے ہی کڑیل جوان اس کے سامنے آیا۔ اس نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"تم نے موٹر سائیکل پر بم مارا تھا! —"

"ہاں یہ خوش نصیبی میرے ہی حصے میں آئی ہے! —" صفدر نے اطمینان اور بے فکری سے کہا۔

"میں تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں! —"

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں —" اس نے سخت لہجے میں کہا۔ اور جیب سے ایک کیپسول نکال لیا۔ وہ اپنی زندگی ختم کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پیشتر کہ وہ کیپسول کو منہ میں ڈالتا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پر ٹھکسماری

اس کا ہاتھ اچھل گیا۔ اور کیپسول دور جا گرا۔
اس نے بھی جوابی حملہ کیا۔ اور لیور کی طرح گھوم کر اس کی طرف ٹانگ چلائی۔ صفدر نے ہاتھ آگے بڑھ کر اس کا پاؤں پکڑ لیا اور اسے زور سے جھٹکا دیا۔ جھٹکا کھا کر وہ پیچھے گرا۔ پھر اس نے کسی فٹ بال کی طرح کر دوسرے پاؤں کو صفدر کی چھاتی پر مارا۔ صفدر اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور پیچھے گرا۔ مگر گرتے گرتے بھی وہ اس کے پاؤں کو کسی حد تک بیکار کر چکا تھا۔ ابھی وہ زیادہ دور پیچھے نہ ہٹا تھا کہ صفدر اس کی طرف کسی بھیڑیئے کی طرح اچھلا اور اپنی لپیٹ میں لے کر نیچے گرا۔
وہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے چکر کھانے لگے۔ پھر ان کے درمیان لاتوں اور گھونسوں کا تبادلہ شروع ہو گیا۔ اچانک وہ صفدر کو دھکا دے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ صفدر بھی اس بات سے غافل نہ تھا۔ وہ پلک جھپکتے ہی اٹھا۔ اور کِنگ کو کا ایک داؤ اس پر آزمایا۔ وہ لڑکھڑا کر دور گرا۔ مگر اسے اتنی شدید چوٹ نہ لگی تھی کہ اٹھ نہ سکے۔
وہ فوراً اٹھ گیا اور اس پر جوڈو کراٹے کے داؤ پیچ آزمانے لگا۔ مگر صفدر نے کمال مشاقی اور پھرتی سے اس کے تمام حربے ناکام بنا دیئے۔ اور لپک کر اس کا بازو اپنے طاقتور ہاتھوں میں تھام لیا اور اسے مروڑنے لگا۔
اس کی چیخیں نکل گئیں۔ صفدر اس کا بازو توڑ دینا چاہتا تھا۔ کہ وہ زور سے چلایا۔

"نہ نہ ایسا نہ کرو!— تم کون ہو۔ آخر تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے"
صفدر نے دانت پیس کر کہا۔

"اب آئے ڈھب پر۔ میرے سوالوں کا جواب دو!—"
"پوچھو کیا پوچھتے ہو؟—" اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا—

"پہلے اپنے بارے میں بتاؤ—" صفدر نے پوچھا۔
اس نے خوفزدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ہراساں لہجے میں کہا۔
"پہلے یہ بتاؤ کیا تم مجھے انجان لوگوں سے بچا سکتے ہو!—"
"بکومت!— صفدر نے کہا "تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔
"اگر خطرہ نہ ہوتا تو میں اپنی جان کو ختم کرنے کے بارے میں کیوں سوچتا۔ اس نے دردناک آواز میں کہا۔" مجھے مر ہی جانے دو۔ تو بہتر ہے— میرا مر جانا ہی اچھا ہے!—"
"مرنے سے تمہیں کون روکتا ہے!—" صفدر نے لاپرواہی سے کہا" مگر تم میرے سوالات کا جواب دیئے بغیر نہیں مر سکتے۔ اب بتاؤ تم کون ہو!—"

"میں ایک خطرناک بلا ہوں!—" یہ کہہ کر اس نے ایک جھٹکا لگایا اور بازو چھڑا لیا۔ صفدر ذرا دیر کے لئے غافل ہو گیا تھا۔ صفدر کو اس کی اس حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اس نے لپک کر اس کی پسلیوں میں ٹھوکر ماری۔ وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گرا۔ اسے یوں لگا— جیسے اس کی پسلیوں میں بم کا دھماکہ ہو گیا ہو۔ وہ دردناک آواز میں چیخا—

"یوں لگتا ہے جیسے تم نے میری پسلیاں توڑ دی ہیں!۔"
وہ غصے میں بھر کر چیخا۔
"اگر اب بھی تم نے زبان نہ کھولی تو میں تمہیں ختم ہی کر دوں گا"
"بولو۔۔۔ تم کون ہو!۔۔۔"
یہ کہہ کر اس نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچا۔ "اگر میں نے کچھ کہا نا"
وہ بولا۔ "تو وہ مجھے ختم کر دیں گے!۔۔"
صفدر نے ادھر ادھر دیکھا۔
"یہاں کوئی نہیں ہے!۔۔"
"وہ شیطان کی طرح ہر جگہ موجود ہوتے ہیں!۔" اس نے
درد بھری آواز میں کہا۔
"وقت کیوں ضائع کر رہے ہو!۔" صفدر دانت پیس کر بولا۔
"بکو!۔۔"
"یہاں میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا!۔" اس نے کہا۔ "کیا
تمہارے پاس اپنی گاڑی ہے!۔"
"نہیں!۔" صفدر نے کندھے جھٹک کر کہا
"مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میرا سانس رکنے لگا ہو۔۔ کیا تم میری
پسلیوں کے لئے کچھ کر سکتے ہو۔۔"
"کر تو سکتا ہوں مگر یہاں نہیں!۔۔"
"تو پھر مجھے کہیں اور لے چلو!۔۔"
"ٹھیک ہے چلو!۔۔"
وہ اسے اٹھا کر سہارا دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ وہ بمشکل

چلتے ہوئے بولا۔
"کوئی پوچھے تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ تمہاری گاڑی تباہ ہو گئی تھی۔
اس لئے میں مدد کے طور پر سہارا دے کر جا رہا ہوں!"
"تم بے فکر رہو مجھے جو کچھ کہنا ہو گا کہہ دوں گا"
اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور شاید درد سے پریشان ہو کر ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سڑک پر آ گئے۔ وہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ ان کے سامنے دو کاریں گزری تھیں۔ مگر کسی نے بھی ان کی پرواہ نہ کی۔ ایک گاڑی بھی نہ رکی۔ یہ کاروں والے لوگ شاید اس طرح گاڑی کو روکنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ صفدر نے سوچا۔ پھر وہ سامنے سے آتے ہوئے ایک ٹرک کو دیکھ کر آگے بڑھا۔ اس نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹرک رک گیا۔
اس میں دو پٹھان بیٹھے تھے۔ ڈرائیور نے پوچھا۔
"کیا بات ہے بھائی!"
صفدر نے منہ بنا کر کہا۔
"خان صاحب! ہماری موٹر سائیکل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور میرے ساتھی کو سخت چوٹ لگی ہے۔ تم ہماری مدد کرو!"
"کہاں جانا ہے!"
"زیادہ دور نہیں!"
"ہوں!" پھر وہ دونوں پٹھان نیچے اتر آئے۔ اور صفدر کے ساتھی کو پیچھے بٹھا دیا گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

اُن کے بیٹھتے ہی ٹرک آگے بڑھ گیا۔ ٹرک لوڈ نہیں تھا۔
اس لئے اس کی رفتار کافی تیز تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد صفدر نے چھوٹی سی کھڑکی کے اندر منہ کیا
اور ڈرائیور سے کہا۔
"ہمیں یہیں اتار دو۔"
"بہت اچھا۔" خان ڈرائیور نے کہا
پھر اس نے ٹرک روک لیا۔ اور انہیں نیچے اتار دیا۔ ٹرک چلا گیا
اور وہ اسے قریب قریب گھسیٹتا ہوا ایک چھوٹے سے مکان میں
آگیا۔ وہ ایک خوبصورت کاٹیج تھا اس نے اسے ایک کمرے
میں بند کیا اور خود ایکسٹو کو فون کرنے کے لئے دوسرے کمرے
میں آ گیا۔
اُس نے جلدی جلدی نمبر ڈائل کیا۔ عمران ابھی ابھی اپنے
کمرے میں گھسا تھا۔ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر سلیمان فوراً عمران
کے کمرے کی طرف لپکا۔
"صاحب وہ پرائیویٹ کمرے میں فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔"
عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔
"ابے گھنٹی ہی بج رہی ہے کوئی قیامت تو نہیں آ گئی۔ جا
تو کھانا تیار کر میں دیکھتا ہوں کیا قیامت آ گئی ہے!" یہ کہہ کر
عمران پرائیویٹ روم میں آ گیا۔ اور ریسور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا
"ایکسٹو اسپیکنگ!"
صفدر ایکسٹو کی آواز سنکر ایک دم الرٹ ہو گیا اور ادب سے بولا۔

"سر! وہ جیسے ہی رسائے سار کی پہاڑیوں کے بیچ سے گزرا میں نے بم مار کر اس کی موٹر سائیکل کو ناکارہ کر دیا۔ وہاں کوئی نہ تھا اس لئے کسی قسم کی کوئی گڑبڑ نہ ہوئی۔ البتہ راستے میں پریشانی پیش آئی۔ بہرحال میں اسے لے آیا ہوں اور وہ کاٹیج کے ایک کمرے میں بند ہے۔ اردگرد کے لوگوں نے اسے میرے دیکھ کر اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ مگر میں نے انہیں مطمئن کر دیا سر لیکن بڑا سخت ہے۔ اس سے میری زور کی لڑائی ہوئی ہے۔ بڑا سخت جان ہے بچ گیا۔

ایکسٹو نے بھاری اور پھنسی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ بہت اچھا ہوا کہ وہ بچ گیا۔ ہمارے لئے وہ زندہ ہی مفید ہے! تم نے آج ایک اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہے میں بہت خوش ہوں۔ ممکن ہے وہ ٹھیک آدمی ہو۔ تم اب کافی محنت کرنے لگے ہو!"

وہ اپنی تعریف پر خوش ہو کر بولا۔

"شکریہ سر! اب میں کیا کروں!"

"میں کچھ آدمیوں کو بھیج رہا ہوں۔ ان کے پاس ایمبولینس ہوگی تم اسے لے کر دانش منزل پہنچ جاؤ۔ ہر طرح ہوشیار رہنا۔ میں عمران اور جولیا کو بھی وہیں بھیج رہا ہوں!"

"بھینک یو سر!"

لائن ڈیڈ ہو گئی۔ عمران نے ریسیور رکھ کر کچھ دیر سوچا۔ پھر اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ اب وہ جولیا سے رابطہ قائم کر چکا تھا۔

اس نے چند ضروری ہدایات دیں۔ اور اس کمرے سے نکل آیا۔



صفدر ریسیور کریڈل پر رکھ کر کمرے سے نکل آیا۔
اب اس کا رخ اس کمرے کی طرف تھا۔ جہاں وہ ایک بیڈ پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف و ہراس جھانک رہا تھا۔ اور چہرے سے سخت کرب عیاں تھا۔ وہ درد و اذیت میں ڈوبا ہوا ایک بدحال شخص دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر نے اسے غور سے دیکھا اور پھر اس کے سامنے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ اور ذرا نرم لہجے میں بولا
"اب بتاؤ تم کون ہو اور تمہارا مشن کیا تھا!——"
"میں اس حالت میں کچھ نہیں بتا سکتا!——" وہ اذیت بھرے لہجے میں بولا۔ میری پسلیوں میں سخت درد ہے۔ تم میری پسلیوں کے لئے کچھ کرو۔ پھر میں تم سے بات کروں گا——"
اس نے غور سے دیکھ کر کہا۔
"دل نہیں چاہتا تم جیسے بدمعاشوں کے لئے کچھ کیا جائے! تم قوم اور ملک کے دشمن ہو۔ مگر اب اپنے مطلب کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا——"
اس نے آگے بڑھ کر اس کی پسلیوں کا معائنہ کیا۔ پسلیاں ذرا کھسک گئی

کرلیں۔ جیسے وہ بے ہوش ہوگیا۔ صفدر اس کے بے ہوش ہونے پر فکر مند ہو گیا۔ قریب پانی کا مگ پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ مگ اس کے چہرے پر الٹ دیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور چھت کی طرف گھورنے کے بعد صفدر کو دیکھنے لگا۔ اب اس کی خالی خالی نگاہیں صفدر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ آخر کار وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"میں کہاں ہوں؟۔۔۔"

"تم جہنم میں ہو!" صفدر جھنجھلاہٹ اور غصے سے بولا۔

"یوں لگتا ہے!" وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔ "کاروبار کے لحاظ سے میرا مقام جہنم ہی بنتا ہے۔ اور شاید تم جہنم کے داروغہ ہو!"

یہ بات سُن کر اسے طیش آگیا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے وحشت چمکنے لگی۔ مگر پھر اس نے دوسرے لمحے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور سخت لہجے میں بولا۔

"فضول بکواس بند کرو!۔ میں زیادہ دیر یہ اداکاری پسند نہیں کروں گا!۔۔۔"

"میں نے اتنی بری اداکاری نہیں کی ہے۔" وہ اسے غور سے دیکھ کر بولا۔ "کہ جہنم کا داروغہ ناراض ہو جائے۔" اب یہ صفدر کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس نے زور سے تھپڑ اس کے گال پر جمایا۔ تھپڑ زناٹے کا پڑا تھا۔ اس کا چہرہ گھوم گیا۔ اور وہ حیرت سے صفدر کو دیکھنے لگا۔ پھر بیوقوفوں کی طرح کیا ہوا تھا؟۔۔۔

"پھر وہی بکواس!۔۔۔ صفدر نے جھلا کر پھر اسے ایک تھپڑ دیا۔

صلاحیتیں مفقود سی ہوگئیں۔ ایسے اسے لاتوں اور گھونسوں سے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنا دفاع بھی نہ کیا۔ وہ خوشی سے مار کھا رہا تھا۔ مدھم مدھم سی کراہیں اس کے منہ سے نکل رہی تھیں۔ آخر تھک ہار کر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اور وہ کوئی ترکیب سوچنے لگا۔ جس سے وہ اسے زبان کھولنے پر مجبور کر سکے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا۔

"اگر تم یہیں زبان کھول دو تو بہتر ہے۔ ورنہ وہ لوگ تمہیں آ کر لے جائیں گے۔"

اس نے گھبرا کر کہا۔

"کون لوگ؟ —"

"ہماری سروس کے دوسرے آدمی! — صفدر نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا۔" وہ تم جیسے سرپھیروں سے ہر بات اگلوانا جانتے ہیں۔"

ابھی اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ باہر دروازے کی گھنٹی بجنے لگی۔ گھنٹی کی آواز سنکر اجنبی مہمان کا رنگ فق ہوگیا اس نے کہا۔

"شاید وہ لوگ آ گئے؟ —"

"کون لوگ؟ —" صفدر نے دلچسپی سے پوچھا۔

"وہی جو مجھے ختم کر دیں گے! —"

"میری موجودگی میں تمہیں کوئی ختم نہیں کر سکتا! —" صفدر بولا۔ "ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔ وہ کون ہیں! —" وہ اس کے بیڈ کے پاس سے ہٹا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے پوچھا۔

"کون لوگ ہو تم؟ ــــ"

"ہم ایمبولینس لے کر آئے ہیں سر! ــــ"

"ٹھیک ہے آ جاؤ! ــــ" صفدر نے کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا ــــ"

اس نے دروازہ کھولا! ــــ اسی لمحے دو لمبے تڑنگے آدمی ایک اسٹریچر لگائے ہوئے اندر آ گئے۔ صفدر نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ! ــــ"

وہ انہیں ساتھ لے کر وہاں گیا ــــ جہاں وہ پڑا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

"لے جاؤ اسے! ــــ"

اس کا رنگ سفید ہو چکا تھا۔ وہ ہسٹریائی انداز میں چیخا ــــ

"میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ تم مجھے ان ظالموں کے حوالے نہیں کر سکتے! ــــ"

"اب وہ وقت گذر چکا ہے ــــ" صفدر نے کہا۔ "تم نے خود ہی اپنے بُرے انجام کو دعوت دی ہے ــــ اب تمہیں ان لوگوں کے ساتھ ہی جانا ہو گا۔ پھر اس نے ایک آدمی کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔

"اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر لے جاؤ ــــ"

وہ صفدر کے کہنے پر آگے بڑھا۔ اس نے اپنے سفید رنگ کے کوٹ سے سرنج نکالی۔ صفدر اور دوسرے آدمی نے اسے بازوؤں سے پکڑ لیا۔ وہ آگے بڑھا اس نے اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگتے ہی اس نے ہلکی سی کراہٹ کے ساتھ ہاتھ پاؤں

ڈھیلے چھوڑ دیئے۔ اور وہ اسے اسٹریچر پر ڈال کر باہر لے آئے۔ انہوں نے اسٹریچر کو ایمبولینس کی طرف رکھا اور وہ خود بھی اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ ڈرائیور نے ایمبولینس کو دانش منزل کی طرف جانیوالی سڑک پر ڈال دیا۔ اور رفتار بڑھانے لگا۔ ان کے جانے کے بعد اس نے دانش منزل فون کیا۔ فون کے بعد وہ فارغ تھا۔ پھر وہ باہر آگیا اور خود بھی ٹیکسی میں بیٹھ کر دانش منزل کی طرف چلا گیا۔

دانش منزل میں قریب قریب سب ہی لوگ موجود تھے۔ ساؤنڈ پروف کمرے میں اسے لٹا دیا گیا تھا۔ جولیا اور عمران اسے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں عمران کے کہنے پر اسے ہوش میں لایا گیا۔ وہ ایکدم اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے صفدر کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"تم یہاں بھی موجود ہو؟"

"میں ہر جگہ موجود ہوں گا" صفدر نے مسکرا کر کہا۔ "اور اب تم شروع ہو جاؤ دوست! یہاں اپنی بکواس سے پرہیز کرنا ورنہ بہت زیادہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

وہ باری باری سب کی طرف دیکھ کر ہسٹریائی انداز میں چیخا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔"

وہ غور سے سب کو دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ انسان نہیں بلکہ سنگی مورتیں ہوں۔ جذبات سے عاری پتھر کے مجسمے! وہ سمجھ گیا۔ ان لوگوں سے جان چھڑانا مشکل ہے۔ اس کی آنکھوں سے خوف و ہراس مترشح تھا۔ اور وہ پنجرے میں قید چڑیا کی طرح وحشت اور خوف

بھری آنکھوں سے انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ صفدر نے غرّاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"فوراً بکنا شروع کر دو!۔۔۔"

"میں کچھ بک ہی نہیں سکتا!" وہ گھبرا کر بولا "مجھے کچھ بھی تو معلوم نہیں!۔۔۔"

صفدر کے لہجے میں شیر کی غراہٹ تھی۔۔۔

"تم ہمیں اس طرح بے وقوف نہیں بنا سکتے!۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا۔ تم مجھے جانتے تھے اسی لئے مجھ پر حملہ کیا تھا!۔۔۔"

وہ اس کی بات کو نظر انداز کر کے بولا۔

"آہ!۔۔۔ میرا سانس رکنے لگا ہے۔ پانی۔ مجھے پانی پلاؤ!۔۔۔"

عمران نے اسے حماقت انگیز انداز سے دیکھ کر کہا

"خدا کی پناہ!۔ تو کیا اب تم پانی پیو گے!۔۔۔ پانی پی کر مرنے کا ارادہ رکھتا ہے کیا۔۔۔"

"کاش تم مجھے موت ہی دیدو!۔۔۔"

"موت اللہ دے گا میرے بچے!" عمران نے کہا "موت سے پہلے صفدر سے بات کرو۔ اس کے بعد مرنے کو جی چاہے تو مر جانا۔"

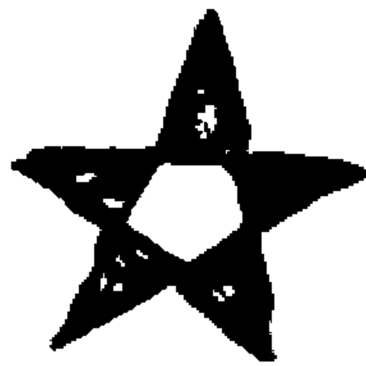
پھر عمران نے صفدر کی طرف دیکھا۔

"پانی پلاؤ اپنے قیدی کو!۔۔۔"

صفدر پانی لینے چلا گیا۔ جب وہ پانی لے کر آیا۔ تو وہ تڑپ رہا تھا۔ صفدر نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"ارے اسے کیا ہوا ——"

عمران اور جولیا اس کی طرف دوڑے مگر اتنے میں ہی وہ دم توڑ چکا تھا۔ اس نے ان کی نظریں بچا کر کیپسول دانتوں میں چبا لیا تھا۔ وہ پریشان ہو گئے۔ ان کے ہاتھ سے اچھا خاصا شکار نکل گیا تھا۔ وہ حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے ہوشیار کارکنوں کے سامنے اجنبی بدمعاش نے موت کو گلے لگا لیا تھا۔



وہ کچھ دیر تک حیرت و پریشانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر عمران نے کہا۔

"فضول ہے۔ یہ اوپر پہنچ چکا ہے! —— اب ہم نیچے والے کیا کر سکتے ہیں ——"

صفدر اس کے مرنے سے کافی پریشان ہو گیا تھا —— اس کا چہرہ فق تھا۔ آنکھوں سے خوف جھلک رہا تھا —— اس نے کہا۔

"اب کیا ہوگا! —— میں تو مشکل میں پھنس جاؤں گا۔ ایکسٹو میرا بُرا حال کر دے گا! ——"

عمران نے احمقانہ انداز میں اس کی طرف دیکھا —— اور کہا۔

"فکرمت کرو اس کی موت کی ذمے داری تم پر عائد نہیں ہوتی۔ ایکسٹو کو میں سمجھا لوں گا ـــــ"

اس نے تشکر بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا۔

"شکریہ! ـــــ"

اس کی موت سے عمران بھی کم پریشان نہیں تھا۔ سب ہی اس کی موت کی الجھن میں پھنس گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ کچھ بتائے گا مگر وہ کمبخت کچھ بتائے بغیر ہی اس دنیا سے اوپر روانہ ہو گیا تھا۔ اب وہ پھر وہیں کھڑے تھے۔ جہاں سے چلے تھے۔ وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے تھے۔ ویسے عمران نے سوچا تھا کہ وہ اس مجرم کے ذریعے زیر زمین مجرموں تک پہنچ جائے گا۔ مگر کچھ بھی نہ ہو سکا تھا۔ اور اس مجرم نے اپنے آپ کو ختم کر لیا تھا۔

وہ ان لوگوں کو اپنی موت کے ذریعے بچا گیا تھا۔ مگر وہ کب تک بچیں گے آخرکار قابو میں آئیں گے۔

عمران نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد بلیک زیرو کو فون کیا۔ ادھر سے رابطہ ملنے پر اس نے کہا۔

"ایک لاش دانش منزل میں پڑی ہے۔ اسے اٹھوا کر لے جاؤ۔"

ادھر سے کوئی استفسار نہ کیا گیا۔ اس طرف سے مطمئن ہو کر عمران نے اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اب صفدر بالکل درست حالت میں کھڑا تھا ـــــ

ہیلی کاپٹر اسے عمارت کی آخری منزل پر اتار کر چلا گیا۔ جہاں وہ کھڑا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا۔ دھیمی دھیمی روشنی وہاں پہنچ رہی تھی۔

مگر اتنا اجالا نہ تھا کہ کوئی اسے دیکھ سکتا۔ اس لئے اسے اطمینان تھا کہ کوئی اسے نہ دیکھ سکے گا۔ اس نے چند لمبے لمبے سانس لئے پھر اس نے فائر اسکیپ کی طرف دیکھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں کی طرف آنے لگا۔ سیڑھیوں کا دروازہ بند تھا۔ اس نے پوری طاقت سے دروازے کو دھکا دیا۔ دو تین مرتبہ ایسا کرنے سے دروازہ کھل گیا۔ اور وہ سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اترنے لگا۔

پوری عمارت میں اس وقت سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ اس کے پاس مکینش لائٹ تھی۔ وہ اس کے ہلکے سے دائرے کو سیڑھیوں پر گراتے نیچے اتر رہا تھا۔ اس نے ربڑ سول کے جوتے پہن رکھے تھے۔ ان سے ہلکی سی آہٹ بھی پیدا نہ ہو رہی تھی۔ آخرکار وہ محفوظ انداز میں اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچ گیا۔ اب اسے وہ کمرہ تلاش کرنا تھا۔ جہاں اسے پہنچنا تھا۔ وہ کھڑکیوں پر مکینش لائٹ کا دائرہ مارنے لگا۔ وہ ادھر ادھر بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ اسے خیال تھا کہ کہیں اسے کوئی واچ نہ کر رہا ہو۔ جب مطمئن ہو گیا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ تو اس نے ایک پلاس نما چیز نکالی اور ایک دروازے میں اسے پھنسا کر دروازہ کھول لیا۔ دروازے کے کھلنے سے ہلکی سی آواز پیدا ہوئی تھی۔

وہ چونک کر ایک دم رک گیا۔ اور اس آواز کا ردعمل دیکھنے کے لئے ادھر ادھر گہری نظروں سے جائزہ لینے لگا۔ مگر اسے یوں لگا جیسے اس کے علاوہ وہاں اور کوئی نہیں ہے۔ پھر وہ اطمینان سے اندر چلا گیا۔ اس نے مکینش لائٹ روشن کی

اور کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ آرام دہ تھا۔ سامنے فریج پڑی تھی۔ فریج کو دیکھ کر اسے شدید بھوک کا احساس ہوا۔ اور اس نے شعوری طور پر آگے بڑھ کر فریج کا دروازہ کھولا۔ اس کے اندر کھانے پینے کی چیزوں کا کافی ذخیرہ موجود تھا۔ وہ مزے لے لے کر کھانے لگا۔ جب اس کا پیٹ اچھی طرح بھر گیا اس نے سگریٹ سلگایا اور سگریٹ کے لمبے لمبے کش لینے کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ گہری نظروں سے لیا۔ وہ جانتا تھا کہ رات کافی گزر چکی ہے۔ اور صبح تک شاید ہی اس طرف کا کوئی رخ کرے۔ وہ اطمینان سے اپنا کام کر سکتا تھا۔ اسے بھی کوئی خاص جلدی نہ تھی۔

کھانے کے بعد اسے غنودگی کا احساس ہوا۔ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر وہ سو گیا تو ممکن ہے اس کی یہ آخری نیند ہو۔ اور پھر اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے سو جائے۔ نہیں اسے سونا نہیں چاہیئے۔ یہ سوچ کر اس نے سونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس نے سامنے دیوار کے شاندار بیڈ کی طرف دیکھا۔

مگر پھر اس نے اسے نظر انداز کر دیا۔ اور وہ ادھر ادھر کمرے میں نظریں گھمانے لگا۔ اُسے کسی بیگ یا چھوٹے سے اٹیچی کیس کی ضرورت تھی۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا۔ اس میں پھنسی ہوئی بوجھل بوجھل چیزیں اسے تنگ کر رہی تھیں۔ اس لئے اس کا خیال تھا کہ اگر اسے کوئی تھیلا مل جائے تو وہ تمام غیر ضروری

اس میں بند کر دے۔ مگر کوشش کے باوجود بھی اسے ابھی تک کوئی بیگ نہ مل سکا تھا۔ بہرحال کوشش میں مصروف تھا۔ مگر اسے کچھ نہ ملا۔ جس میں وہ اتنی چیزیں محفوظ کر سکتا۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ ان چیزوں کو یہیں چھوڑ دے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے سر کو جھٹک دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے یہاں آنے کا ان لوگوں کو پتہ چل جائے گا اور انہیں اس کی چیزیں بھی نظر آجائیں گی۔ نہیں وہ اپنی چیزوں کو اس طرح ضائع نہیں کر سکتا۔ وہ اس بارے میں سوچنے لگا۔

پھر اس نے زیادہ سوچنا مناسب نہ جانا۔ اور سامنے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا جائزہ لیا۔ دروازہ بہت ہی مضبوط تھا۔ وہ اسے آواز پیدا کئے بغیر کسی طرح نہ کھول سکتا تھا۔ اور رات کے اس سناٹے میں آواز کافی دور بھی جا سکتی تھی۔ اور وہ کسی مشکل میں پھنس سکتا تھا۔ نہیں وہ اس دروازے کو نہیں توڑ سکتا۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ ممکن ہے کوئی دروازہ کھولنے آجائے۔ بہرحال دروازہ کھلنے کا انتظار کرنا ہے۔

یہ سوچ کر وہ ایک بنچ پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے عجیب وغریب لباس کے بٹن کھول دیئے۔ اس نے سرخ کینوس کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس میں بے شمار جیبیں تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ جیبیں نہیں بلکہ کسی الماری کے خانے ہوں۔ ان خانوں میں اس نے اس نے الا بھلا بھر رکھا تھا۔ ان خانوں میں ہینڈ گرنیڈ، کارتوس

پستول۔ اور ایک چھوٹی سی کاربن کے علاوہ بھی مشین گن بھی تھی۔

وہ گولیاں بھی تھیں جن سے زندگی ختم کی جا سکتی ہے۔ اس نے آہستہ آہستہ ان چیزوں کو نکال کر ایک طرف ڈھیر کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا جس کی فریکوئنسی اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر سے ملا دی تھی۔ وہ ایک دیو پیکر انسان تھا۔ اس کا قد ساڑھے چھ فٹ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اعضا مضبوط اور ٹھوس تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کا پہاڑ ہو۔ مضبوط اعصاب کے مالک اس قوی ہیکل انسان نے ٹرانسمیٹر کو غور سے دیکھا۔ اور ایک بٹن دبا کر اس نے رابطہ قائم کر لیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"ہیلو! —— ایل ایل ڈی ——" یہ اس کا کوڈ تھا —" اس نے پھر کہا "ہیلو ایل ایل ڈی ۔ کوڈ ایل ایل ڈی —" اس نے کئی مرتبہ دہرایا۔ مگر اس طرف سے قسم کا کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اس نے پھر کوشش کی۔ مگر کوئی آواز نہ ملی۔ بار بار ایسا کرنے کے باوجود اسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ مایوس ہو گیا۔

قوی ہیکل انسان کی آنکھوں میں ہلکی سی پریشانی پیدا ہو گئی۔ وہ ٹرانسمیٹر مایوسی کے عالم میں بند کرنے لگا تھا۔ کہ ٹرانسمیٹر کے نچلے حصے میں ایک سرخ بلب سپارک کرنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اور اس کی مایوسی فوراً زائل ہو گئی۔ جھر جھر کی آوازوں کے بعد آواز صاف ہو گئی۔ اس نے جلدی سے کہا۔

" ہیلو۔ — کوڈ ایل ایل ڈی ۔ "

یہ کہہ کر اس نے دوسرا بٹن دبا دیا ــ وہ پھر بولا ۔

" ایس ۔ این ــ ایل ایل ڈی اوور ـــــ "

پھر اس نے کہا ۔

" تھرڈ کوڈ ۔ ۔ ۔ ؟ ۔

" فورٹین آپریشن اوور ۔ ۔ ۔ "

ادھر سے صاف آواز سنائی دی۔

" یس آٹینڈنگ ۔ کون بات کر رہا ہے ـــــ "

" ٹو ٹور ایل ـــ " کوڈ استعمال کیا گیا ۔

" یس ! ــ آہ ! گڈ نائٹ سر ! ــــ "

اس طرف سے بولنے والے کی آواز میں کچھ بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ پیدا ہوگئی تھی ۔

" یہ کیا بکواس ہے ؟ ــ " دیوہیکل کھولتی ہوئی آواز میں بولا۔

" تم کون مسخرے ہو ۔ اپنے متعلق جلدی بتاؤ ! ــــ "

" ہم ــ ہم سی پی کیٹ فورٹین ہیں اوور ! ــــ "

اب دیوہیکل کا لہجہ نرم ہوگیا اور اس نے کہا ۔

" تھرڈ اسکار کہاں ہے ؟ ــــ اوور ــ " مجھے اس سے فوراً ملنا ہے ۔

" اوکے میں اس سے رابطہ قائم کرتا ہوں ! ــــ اوور ! ــ کیا یہ ضروری ہے ؟ اوور ! "

دیوہیکل نے جھلا کر کہا ۔

" اس سے کینکٹ کرو ! یہ بہت ضروری ہے اوور ! گدھے اتنی دیر کیوں کر رہے ہو اوور ! " جلدی بلاؤ میں انتظار کر رہا ہوں اوور "

چند منٹ اسے انتظار کرنا پڑا - اس کے بعد اسے دوسری آواز سنائی دی -

"بس تھرڈ اسکار اسپیکنگ سر اوور! ---"

"کیا تمہیں میرے بارے میں کچھ معلومات ملی ہیں! --- اوور" توی ہیکل نے غرا کر پوچھا -

"بس سر! ---" تھرڈ اسکار نے کہا - "میں بہت خوش ہوں کہ آپ کو وہاں بھیجا گیا ہے - آپ اس کام کو بخوبی سر انجام دے سکتے ہیں اوور! ---"

"کوئی اہم ترین رپورٹ ہے اوور! ---" ادھر سے کہا گیا - "کیا آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے - ہم آپ سے ابھی ملنا چاہتے ہیں! --- اوور! ---"

"بہت مشکل ہے - میں ایک کمرے میں بند ہوں اور انتظار کر رہا ہوں - اوور! ---"

پھر اس نے ایک قہقہہ لگا کر سب کچھ انہیں بتا دیا - اس کی بات سن کر تھرڈ اسکار ہنسنے لگا - اور پھر ایک دم سنجیدہ ہو کر اس نے کہا "اوہ! یاد آیا - جس ہیلی کاپٹر نے آپ کو وہاں پہنچایا تھا - اسے مار گرایا گیا ہے! ---"

"ہوں! ---" اس نے کہا "یہ تو بہت منحوس خبر ہے! --- بہرکیف ایسا ہوتا ہی رہتا ہے - اب جو ہو گا دیکھا جائے گا - مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں کس جگہ ہوں - بس اتنا جانتا ہوں کہ ایک بلڈنگ میں ہوں! - صبح سے پہلے میں وہاں سے نہیں نکل سکتا

اگر میں وہاں سے نکل گیا۔ تو پھر کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں میں چھپا جاؤں۔ جگہ خطرناک نہ ہو۔

" اوہ! ۔۔ سر! ۔۔ آپ ریوالونگ بار کا پتہ ٹیکسی والے کو بتا دینا۔ وہ آپ کو وہاں پہنچا دے گا۔ محفوظ جگہ ہوگی! ۔ ہم وہاں ہی پہنچ جائیں گے ۔ اوور! ۔۔۔ "

" آل رائٹ! ۔۔۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا ۔ اوور! ۔ "

" او۔ کے سر! اوور! ۔۔۔ "

" اوور اینڈ آل " دیو ہیکل نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس گفتگو نے اسے کافی سہارا دیا تھا۔ ایک ولولہ سا سا اسے اپنے اندر جاگتا محسوس ہوا تھا۔ وہ چاک و چوبند اور مستعد سا دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کی تمام غنودگی ختم ہو چکی تھی۔ اب وہ کافی سمارٹ اور ہوشیار نظر آ رہا تھا۔ اس کے انگ انگ سے جوانی اور شہ زوری پھوٹ رہی تھی۔ وہ اس وقت پیکرِ طاقت نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ مگر ان میں ہلکی ہلکی سرخی تھی۔ جسم سرخ و سفید تھا۔ وہ دیو ہیکل ایک بارعب اور باوقار شخصیت کا حامل تھا۔



انسو نے آگے بڑھ کر ایک پلاسٹک کا بنا ہوا ڈبہ اٹھایا۔

ڈبہ کافی بڑا تھا۔ اس نے ڈبے کا ڈھکنا اٹھایا۔ ڈبہ خالی تھا۔ پھر اس نے اپنا کینوس کا لباس اور تمام چیزیں اس ڈبے میں محفوظ کر دیں۔ پھر اس نے ڈھکنا بند کر دیا۔ ادھر سے اطمینان ہو گیا اب وہ باہر جانے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ کیونکہ وہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا۔

اب اس کے انداز میں بے چینی اور اضطراب تھا۔ صبح کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ ہلکا ہلکا اجالا شیشوں سے جھانک رہا تھا۔ جیسے جیسے اجالا بڑھنے لگا تھا وہ اور زیادہ مضطرب ہوتا جا رہا تھا۔ پھر قوی ہیکل آدمی کمرے میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا تھا اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ اتنا بے چین کیوں ہے۔ اس سے پیشتر وہ کبھی اس قدر بے چین نہ ہوا تھا۔ اس کا دل غیر معمولی انداز میں دھڑکنے لگا تھا۔ اسے اپنے دل کی اس دھڑکن پر غصہ آ گیا۔ اور پھر اس نے اپنے کشیدہ ہوتے اعصاب پر قابو پا لیا۔ اب وہ پہلے کی طرح نارمل حالت میں تھا۔ یکایک دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ ایکدم چونکا۔ مگر پھر اس کے بعد فوراً دروازہ کھول دیا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی روشنی کی لکیر سی اندر آ گئی۔ اب کافی اجالا ہو گیا تھا۔ سامنے ایک ہونق سا نوکر کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر نوکر کے منہ سے کراہٹ نکلی تھی۔ جو ایک وحشتناک چیخ سے مشابہہ تھی۔ قوی ہیکل انسان کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ حیران تھا

کہ دیو نما انسان اس کمرے میں کیسے آگیا۔ اس کے خیال میں اس طرح اس کا اس کمرے میں موجود ہونا باعث حیرت اور پریشانی تھا وہ اسے ایک بھیانک بدروح کی طرح دکھائی دے رہا تھا اس سے پہلے کہ وہ چیخ کر بھاگ جاتا۔ قوی ہیکل فوراً اس کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر حرکت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اسے یوں لگا جیسے وہ پتھر کا مجسمہ بن گیا ہو۔ اس میں ہلنے جلنے کی سکت نہ رہی تھی۔ وہ پھنسی پھنسی اور ہراساں آواز میں بولا۔

"کون۔ کون ہو تم؟۔۔۔"

اس نے چیتے کی سی غراہٹ سے کہا۔

"تمہارے لئے یہ جاننا ضروری نہیں ہے!۔۔۔"

پھر وہ پلک جھپکتے ہی دروازے کی طرف چلا گیا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے دروازہ بند کرنے سے وہ اور زیادہ گھبرا گیا۔ اس کے چہرے کا زرد رنگ بتا رہا تھا۔ کہ وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس سے پیشتر کہ وہ بے ہوش ہو کر نیچے گرتا۔ طاقتور انسان نے اسے سنبھال لیا۔ اور اسے بیڈ کی طرف لے آیا۔ مگر اس دوران میں نوکر بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی بے ہوشی نے اس پر جھلاہٹ طاری کر دی۔ اور وہ جھلا کر بولا۔

"کمبخت کو اس وقت بے ہوش ہونا تھا!۔۔۔" پھر اس نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔۔۔ سامنے میز پر شیشے کا گلاس پڑا تھا۔

اس میں پانی تھا۔ اس نے ایک گلاس اٹھا لیا۔ اور اس نے پانی نوکر کے منہ پر پھینکا۔ اس نے ایک جھرجھری سی لی۔ اور فوراً آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند ثانئے اسے حیرت سے دیکھتا پھر ایکدم اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اور گڑگڑا کر بولا۔

"مجھ پر رحم کرو۔ میں ایک معمولی نوکر ہوں! —"
اس نے کھوتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم ایک بادشاہ بھی ہوتے تو کیا فرق پڑتا تھا۔ گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہتا بس میرے چند سوالوں کا جواب دو۔"
وہ خاموش رہا۔ جب لمحے ذرا طویل ہو گئے۔ تو وہ غرا کر بولا۔
"میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں — تمہیں ٹھیک ٹھیک جواب دینا ہوگا۔ اگر تم نے جھوٹ بولا۔ تو جلد ہی اوپر کی دنیا میں پہنچ جاؤ گے۔ اور تمہاری روح بھٹکتی پھرے گی! —"
وہ اس خوفناک لہجے سے گھبرا گیا۔

اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے موت ناچتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس بلا سے اپنے آپ کو کس طرح چھڑائے۔ وہ غرایا۔

"ہاں تو تم میری باتوں کا جواب دینے کے لئے تیار ہو نا! —"
"مجبوری ہے! —" اس نے اپنے آپ کو ذرا سنبھال کر کہا۔
"پوچھو کیا پوچھنا ہے —"

اس نے اسے غور سے دیکھا۔ نوکر کانپ رہا تھا۔ اس نے ذرا نرم لہجے میں کہا۔

"میں یہاں سے باہر نکلنا چاہتا ہوں ا——"

اس نے حوصلہ پاکر کہا۔

"یہ تو بہت آسان ہے ا——"

"تو پھر یہ آسان بات مجھے جلدی سے بتا دو! ۔ ہاں بولو——"

اس نے کہا۔

اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"تم اس دروازے سے نکل کر بائیں طرف مڑجانا ۔ اس کے بعد دائیں طرف لابی میں چلنا ۔ آگے جاکر فائر اسکیپ ملے گا۔ اس کے ذریعے تم پہنچ سکتے ہو۔ ایک برآمدے سے گذر کر دروازے کی طرف چلے جانا۔ دروازہ اس وقت کھول دیا جاتا ہے ۔ تم بہ آسانی نکل جاؤ گے——" یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا اور اس کی طرف گھبرائی گھبرائی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ اب اسے زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس کی آنکھوں میں اسے اپنی موت دکھائی دے گئی تھی۔ مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس سے پیشتر کہ وہ کچھ سمجھ سکتا۔ نوی ہیکل کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن کی طرف لپکا۔ پھر کچھ سوچ کر وہ کھڑکی کی طرف گیا۔ کھڑکی اکھاڑ کر ایک ڈوری نیچے پھینک دی۔ وہ پھر اس کی گردن کی طرف لپکا۔ وہ جھکائی دے کر پرے ہونا چاہتا تھا۔ مگر اسے اتنی مہلت نہ ملی۔ اور ہاتھ اس کی گردن

پر پڑا۔ ہاتھ بہت ہی زور دار پڑا تھا۔ اس لئے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور وہ ایک حیرت ناک کراہ کے ساتھ زمین بوس ہو گیا۔ اس نے نوکر کو ایک نظر دیکھا۔ اور وہ سمجھ گیا کہ وہ اب ہر قسم کے فکر سے آزاد ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ اس کی لاش سے آنکھیں پھیر کر پلاسٹک کے ڈبے کی طرف بڑھا۔ اس میں اس کی اہم ترین چیزیں بند تھیں۔ وہ دروازہ پھیر کر باہر نکل آیا۔

وہ غلطی سے شمالی گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ اور وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس سے آگے جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اسے اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا۔ مگر اسی لمحے اُسے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اور گنگنانے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ آواز بڑی میٹھی اور سریلی تھی۔ وہ ایک دم رک گیا اس کا دل کیف بار انداز میں دھڑکنے لگا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ جس تتلی کی آواز اتنی میٹھی ہے وہ خود کتنی میٹھی ہو گی۔

یہ سوچ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی اس کے سامنے ایک ہوشربا نظارہ تھا۔ وہ اس رنگین نظارے کو دم بخود حالت میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ ایک گوری چٹی حسینہ بالکل برہنہ حالت میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور تجسس بھرے تاثرات تھے۔ اور وہ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ اس کی نظروں کے سامنے دو مخروطی چٹانیں تھیں جن کے بیچ سے آبشار گر رہا تھا۔ وہ چٹانوں کی چوٹیوں کے ابھار میں الجھ کر رہ گیا۔

اس نے زندگی میں اس قدر کے زناین مناظر کم ہی دیکھے تھے۔ لڑکی کیا تھی۔ قیامت تھی۔ زندہ قیامت۔ اس کا جسم سانچے میں ڈھلا ہوا نرم و گداز تھا۔ اس کی بڑی بڑی نیلی آنکھوں میں ستاروں کی چمک اور جھیل کی سی گہرائیاں تھیں۔ یکایک اس کے شرمیلے لب ہلے۔

"ہیلو شہزادے کدھر بھول پڑے؟ ——"

"ہیلو بنی! —" وہ کرخت لہجے میں بولا۔ "تمہارے رقص کا تحفہ بن کر آ گیا ہوں!"

اس نے ادائے دلربائی سے مسکرا کر کہا ——

"آؤ پھر وہاں کیوں کھڑے ہو؟ ——"

"تو تمہیں میرا انتظار تھا! —" وہ مسکرایا۔ اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"شہزادی! شہزادوں کا انتظار کرتی ہی رہتی ہے! —" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"تمہاری خوابگاہ بہت خوبصورت ہو گی! —"

"ہاں ایک حسین سپنے کی طرح خوبصورت ہے! —" وہ شانِ دلربائی سے بولی — "میری خوابگاہ کا نظارہ کرو گے؟ ——"

"ہاں کیوں نہیں؟ ——"

"میری خوابگاہ میں ایک خوفناک دیو رہتا ہے! —" وہ ایک قہقہہ لگا کر بولی۔

"میں جادوگر شہزادہ ہوں! —" وہ بھی قہقہہ لگا کر بولا۔

"مجھے دیکھ کر وہ خاک بن جائے گا ـــ"

"بڑے پُر اعتماد ہو ا ـــ"

"میں نے کبھی دھوکہ نہیں کھایا ـــ"

"بڑے بہادر ہو ا ـــ" وہ مسکرا کر بولی ـــ" آؤ میرے بہادر جادوگر شہزادے ـ تمہاری جادوگری کے کمالات دیکھیں ـ"

وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ـ اس کے برہنہ کولہوں کی گولائیاں اسے پاگل بنا رہی تھیں ـــ اس مہ وش کی چال بڑی بانکی اور رسیلی تھی ـ یوں لگ رہا تھا جیسے جنگل میں مورنی ناچتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہو ـــ وہ جلد ہی ایک گول زینے کے قریب پہنچ گئی ـ اور بڑے ہی دلنشین انداز میں اوپر چڑھنے لگی ـ

وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولا ـ

"کوہ قاف میں بنا رکھی ہے خوابگاہ ـــ"

"یوں ہی سمجھ لو ا ـــ" وہ ہنس کر بولی ـ" چلیے آؤ میرے شہزادے ـ اب زیادہ دور نہیں جانا ہے ـ وہ سامنے میری خوابگاہ ہے ا ـــ"

وہ اسے ساتھ لے کر اوپر آ گئی ـ سامنے دروازہ تھا ـ اس نے اپنی خوابگاہ کا دروازہ کھول دیا ـ خوابگاہ کیا تھی ـ جنت کا نظارہ تھی ـ دروازہ کھلتے ہی خوشگوار خوشبو نے ان کا استقبال کیا ـ وہ تحیر خیز انداز میں خوابگاہ کی سجاوٹ کو دیکھ رہا تھا ـ نیلگوں روشنی نے خواب کا سا سماں باندھ رکھا تھا ـ ہر چیز جدید اور پُر کشش تھی ـ جانے کہاں سے آ رہی تھی نیلی روشنی ـ یوں لگتا تھا جیسے دیواروں سے روشنی کا سیلاب پھوٹ رہا ہو ـ

چرمی کرسیاں جو کہ طلائی لگنی تھیں۔ بڑے ہی خوبصورت انداز میں قالین پر پڑی تھیں۔ اور ایک جہازی بیڈ دعوت عیش دے رہا تھا۔ چمکیلی میزوں پر گلدان پڑے تھے۔ جن میں رنگ برنگے پھول جلوہ نکھار رہے تھے۔ اور وہ بے خود بن کر رہ گیا تھا۔ اس کی بے خودی کا یہ عالم تھا کہ اس نے چونک کر اپنے بازو پر دانت گاڑ دیئے۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا ہے تو اس نے حیرت سے اپنے آپ کو دیکھا۔ اور پھر اس نے نیلی آنکھوں میں چمکتی ہوئی بجلیوں کو دیکھا۔

وہ سمجھ گیا کہ یہ دھوکہ ہے۔ اور یہ حسینہ دھوکے باز ہے۔ وہ کسی جال میں پھنس گیا ہے۔ یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی وہ اس حسین جال میں پھنسنے کے لئے تیار تھا۔ اب اس نے نظریں گھمائیں۔ وہ حشر ساماں حسینہ خراماں بیڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور وہ اس کی محشر ساماں چال سے دل میں ارمانوں کی جوالا مکھی دہکتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ وہ جا کر بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔ اور اسے شعلہ آفریں ہوس انگیز نگاہوں سے دیکھ کر بولی۔ "چلے آؤ شہزادے!۔۔۔"

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ کمرے میں چاروں طرف رنگین پردے لہرا رہے تھے۔ اس نے سوچا جانے ان پردوں کے پیچھے موت چھپی کھڑی ہو۔۔۔ مگر اسے اس وقت کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ اسے تو بس اس وقت ہوس انگیز جذبات کی تپش نے بیگانہ بنا دیا۔ اور وہ دیوانگی کے عالم میں آگے بڑھنے لگا تھا۔ اور وہ آنکھوں میں

جلوے سجائے اسے آگے بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ بولی۔
"تم کس دیش سے آئے ہو شہزادے!—"
"جذبوں کے دیش سے!—"
"یہاں کس لئے آئے ہو؟—"
"تمہارے ارمانوں کی سیج سجانے!—" وہ جلترنگ کے سے انداز میں مسکرا رہی تھی۔
"تو پھر آؤ میں چشم براہ ہوں!— مجھے اپنی آغوش میں لے لو۔"
وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔



اُس کا دل تشنہ بار انداز میں دھڑک رہا تھا۔ اور اس کی آنکھوں سے سرشاری عیاں تھی۔ چہرہ جذبات کی تپش سے سُلگ رہا تھا۔ وہ اس کی طرف جھکنے لگا۔ وہ حسین اور نازک ہونٹ وہ گلاب کی سرخ ہمرنگ پتیاں اس کی نظروں کے سامنے تھیں۔ وہ ان کی طرف جھکتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے لب پتیوں کے قریب پہنچ گئے۔
یکایک اسے اپنے پیچھے ایک ہلکی سی آہٹ سنائی دی۔

وہ جذبات کی حدت انگیز کیفیت میں ہونے کے باوجود چونک گیا۔ چھٹی حس نے اسے خبردار کر دیا۔ اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر پیچھے دیکھا۔

واقعی خوابگاہ کا دیو ہاتھ میں پستول لئے اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ وہ خود بھی دیو ہیکل انسان تھا۔ مگر وہ اس سے زیادہ کسرتی اور دراز جسم کا مالک تھا۔ اس کا رنگ کالی رات کی طرح تھا۔ آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔ وہ ایک خوفناک دیو ہی کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ اس نے سرخ رنگ کی جیکٹ اور نیلے رنگ کی پتلون پہن رکھی تھی۔

دونوں ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔ پستول والا وحشی زہرخند کرتے ہوئے بولا۔

"خوب!۔۔۔ تو اس پھول سے دل بہلانے آئے تھے۔ یہ نہ جانا کہ کانٹوں کے سائے میں پھول کھلتے ہیں۔

اب ذرا تھوڑا سا گھوم جاؤ!۔۔۔"

اس نے زور سے قہقہہ لگایا اور بے فکری سے بولا۔

"کیوں مذاق کر رہے یار!۔۔۔"

"یہ مذاق نہیں حقیقت ہے!" وہ ایک دم سنجیدہ ہو کر کرخت لہجے میں بولا۔ "فوراً گھوم جاؤ!۔۔۔ ورنہ شوٹ کر دوں گا!۔۔۔"

"یہ شوٹ کیا بلا ہوتی ہے بھائی!" اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

اعصاب کا مالک ہے۔ ذرا نہیں گھبرایا۔ قوی ہیکل نے ایک قہقہہ لگایا وحشی چیخا۔
"خاموش ہو جاؤ میں تمہاری چالوں میں آنے والا نہیں۔ میں بلف سپے کبھی نہیں کھیلتا ——"
یہ کہہ کر اس نے پستول اس کی پسلی میں دبا دیا۔ پستول کے دباؤ سے وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا اور اسے گھور کر بولا۔
"کیا چاہتے ہو! ——"
"میرے ساتھ چلو! ——"
"کہاں؟ ——"
"باس کے پاس! ——"
"تمہارا باس کون ہے؟ ——" قوی ہیکل نے پوچھا۔
"یہ وہی بتائے گا ——" اس نے کہا۔ "مجھے حکم ملا تھا کہ تم اس بلڈنگ میں موجود ہو۔ میں اور نیلما نے تمہیں گھیر لیا۔ ہمارے مستقر میں آکر کوئی نہیں بچ سکتا! ——"
"اتنے خوش فہم نہ بنو! ——" اس نے تلخی سے کہا۔ "میں بچ کر بھی نکل سکتا ہوں! ——"
"ناممکن ہے! ——" یہ کہہ کر اس نے نیلما کی طرف دیکھا اور سخت لہجے میں کہا۔
"بس بہت ہو چکا بے بی! اب تم کپڑے پہن لو باس تمہارا انتظار کر رہا ہو گا ——"
"او کے! ——" اس نے دلفریب ادا سے لچک کھا کر کہا۔ اور

وہ کپڑے پہننے کے لئے وارڈ روب کی طرف چلی گئی۔ وحشی چیخا۔
"چلو اب ختم ہوا رنگین نظارہ! اب ذرا سنگین مناظر دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لو۔ ہمارا باس بہت سنگدل ہے وہ پستول کی زبان سے بات کرتا ہے۔
"ہمارا باس بھی کم و بیش اسی قسم کی زبان جانتا ہے! جب تم میرے باس کے سامنے پیش ہو گے تو جان جاؤ گے۔ شاید تمہارا باس اور ہمارا باس ایک ہی نسل کے ہوں!"
"بکو مت!"
اس نے وحشیانہ انداز میں کچوکا دے کر کہا" آگے بڑھو!"
مجبوراً اسے گھومنا پڑا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے قوی ہیکل کے ہاتھ میں پلاسٹک کا تھیلا تھا۔ اور وہ آگے آگے تھا۔ وحشی کوئی اناڑی قسم کا بادشاہ تھا اس نے اس کے ہاتھ سے تھیلا لیا تھا اور نہ اس کی تلاشی لی تھی۔ یہ اس کی بہت بڑی غلطی تھی۔ قوی ہیکل نے کہا۔
"تم آگے ہو جاؤ! میں نہیں جانتا مجھے کہاں جانا ہے!"
اس نے غصیلی اور غراتی ہوئی آواز میں کہا۔
"زیادہ باتیں نہ بناؤ اور چلتے چلو! دروازے سے باہر نکل کر دائیں جانب بڑھ جانا!"
"او کے ڈیئر!"
وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر نکلا۔ اور پھر اس نے فوراً ہی دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے دروازے

میں پاؤں پھنسا دیا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی یہ کوشش ناکام ہو جائے گی۔ مگر پھر اس نے پوری طاقت سے اس کے سر پر پلاسٹک کا تھیلا مارا۔ ایک لمحے کے لیئے اسے یوں لگا جیسے وہ غوطہ کھا کر گرنے ہی والا ہو مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

اسی لمحے اس نے فائر داغ دیا۔ قوی ہیکل اپنے آپ کو نیچے گرا چکا تھا۔ گولی اس کے اوپر سے گذر کر سامنے دیوار سے ٹکرائی اور پلاسٹر اکھڑ گیا۔ اس نے پھر فائر کیا۔ وہ بھی گولی سامنے دیوار میں لگی۔ مگر اس اثنا میں قوی ہیکل اس کے پاؤں پکڑ کر اسے نیچے گرا چکا تھا۔ گراتے ہی اس نے اُسے زور سے دھکا بھی دیا تھا۔ ابھی وہ سنبھل کر اٹھنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ قوی ہیکل دروازے کو بولٹ کر چکا تھا۔

دروازے کو بولٹ کرنے کے بعد وہ بڑبڑایا۔

"چلا تھا مجھ سے ٹکرانے! چیونٹی پربت سے ٹکرانا چاہتی تھی۔ اناڑی بدمعاش!"

یہ کہہ کر اس نے دروازے کی طرف تھوک دیا۔ اور تیزی سے گھوما۔ سامنے ہاتھوں میں اسٹین گن تھامے وہی دلکش حسینہ کھڑی تھی۔ سنہری زلفیں اس کے ماتھے پر جھول رہی تھیں۔ وہ گہرے رنگ کی پتلون اور سرخ رنگ کی شرٹ پہنے تلخ انداز میں مسکرا رہی تھی۔ اس نے اسے گھورا۔ پھر بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

"بہت خوب! بے بی تمہارا یہ روپ بھی شاندار ہے! مگر

تمہارے ہاتھ میں اسٹین گن اچھی نہیں لگتی - لاؤ اسے مجھے دیدو!
"خبردار جو تم نے ہلنے جلنے کی کوشش کی ۔"
"اچھا تو تم نے ہلنے جلنے پر بھی پابندی لگا دی ہے!"
یہ کہہ کر اس نے کندھے اچکائے ۔" لو اب نہیں ہلوں گا۔ تم چاہتی کیا ہو!۔"
"میرے باس کے پاس چلو!" اس نے پلاسٹک کے تھیلے کی طرف دیکھ کر کہا۔" اس میں کیا ہے؟ ۔ لاؤ اسے مجھے دے دو!۔"
"نہیں بے بی یہ تمہارے کام کی چیز نہیں ہے!"
"اس میں کوئی بم ہے کیا؟ ۔"
"یونہی سمجھ لو!۔"
"تب تو تم مجھے دے ہی دو!۔"
اس نے بے فکری اور اعتماد سے کہا۔
"ہمت ہے تو آگے بڑھ کر لے لو!۔"
وہ اسٹین گن تانے مستعد کھڑی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس سے کوئی غلطی ہو اور وہ اسے بھی قابو کر لے۔ وہ ذرا آگے بڑھی مگر پھر رک گئی اور کہا ۔
"چلو آگے ہو جاؤ!۔"
"میں عورتوں سے حکم سننے کا عادی نہیں ہوں!" وہ غرایا۔
"عورتوں کے ہاتھوں سے مرنے کے عادی ہو گیا؟ ۔"
وہ طیش آمیز لہجے میں بولی۔

"ابھی تک تو زندہ ہوں اسے" وہ کرخت لہجے میں بولا" میں عورتوں کے ہاتھوں مرنا ذلت سمجھتا ہوں۔ تم میں اتنی جرأت نہیں ہے بے بی اسے کہ مجھے ختم کر سکو اسے"

اب وہ وقت ضائع کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ چیخی

"چلو آگے بڑھو اسے" اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا۔ وہ سمجھ گیا اب اس کے ساتھ بحث فضول ہوگی۔ اس لئے وہ آگے ہولیا۔ وہ اب ایک گیلری میں سے گذر رہے تھے۔ وہ حیران تھا کہ بلڈنگ میں ویرانی اور سناٹا کیوں ہے۔ کیا اس بلڈنگ کے مکین دیر سے جاگنے کے عادی ہیں۔ ضرور یہی بات ہوگی۔ ورنہ اب تک یہاں زندگی کے آثار پیدا ہو چکے ہوتے۔ مگر وہ دوسری سوچ پر حیران رہ گیا۔ دو فائر ہوئے تھے۔ کسی کی بھی آنکھ نہیں کھلی۔ وہ چلتے چلتے سوچتا جا رہا تھا۔ لڑکی نے اسٹین گن کی لمبی نال اس کی کمر سے لگا رکھی تھی۔ وہ بولی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟ —"

"تم ہی بتاؤ میں کیا سوچ رہا تھا بھلا —"

"میں نجومی نہیں ہوں —" وہ سخت لہجے میں بولی —" ویسے میرا اندازہ ہے تم سوچ رہے تھے کہ فائر کی آواز سنکر بھی لوگ کمروں سے باہر کیوں نہیں آئے اسے تو سمجھ لو یہاں کے رہنے والے بہت شریف ہیں۔ وہ کسی کے پھڈے میں اپنی ٹانگ نہیں اڑاتے۔"

پھر اس نے نال کو زور سے دبایا۔

"اب تم دائیں طرف گھوم جاؤ اب ــــ"

وہ گھوم گیا ــ مگر وہ پیہم سوچ رہا تھا ۔ کہ کس طرح اس بلا سے نجات پائے ــ اچانک اس کے نزدیک والا دروازہ کھلا ــ ایک نوجوان لڑکی نے دروازے میں سے اس منظر کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھا۔ وہ ہنسی ۔ اس کی ہنسی کی آواز بڑی ہی سریلی تھی ۔ قوی ہیکل نے گھوم کر اسے تعریفی نگاہوں سے گھورا ۔ اسی لمحے لڑکی نے بھی چونک کر ادھر دیکھا ــ وہ اسی موقع کا منتظر تھا ــــ

اس نے لیور کی طرح گھوم کر اپنا پاؤں چلایا ٹھوکر لڑکی کے ہاتھوں پر پڑی اور اسٹین گن لڑکی کے ہاتھوں سے نکل کر دیوار سے ٹکرائی ــ وہ فوراً ادھر لپکی مگر اس دوران میں وہ اس پر تیزی سے گرا اور اسے ساتھ لپیٹتے ہوئے نیچے گرا ۔ لڑکی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لئے سخت جدوجہد کر رہی تھی ۔ اور وہ بار بار اسٹین گن کی طرف ہاتھ لے جانا چاہتی تھی ۔ مگر اسٹین گن اس کے ہاتھوں کی گرفت سے کافی دور تھی ــ اچانک لڑکی نے موقع پا کر اپنے بلاؤز سے ایک ننھا سا پستول نکال لیا ۔ اور اس کا رخ اس کے سر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا ــ

شڑ کی سی آواز پیدا ہوئی ۔ مگر وہ اس وقفے میں اپنا سر نیچے کر چکا تھا ۔ گولی سامنے دیوار میں جا کر لگی ۔ لڑکی کی اس جان لیوا حرکت سے وہ جوش میں آ گیا ۔ اور اس نے جوڈو کا ایک اس کی گردن کے پچھلے حصے پر مارا ۔ اس کے ساتھ ہی وہ بیہوش ہو گئی ۔ اس نے اس کا جسم پرے لڑھکا دیا ــ اور بیگ سنبھال

کی طرف دیکھ کر عمران سے کہا۔

"بیٹھو۔"

"شکریہ!۔ بہت بہت شکریہ!۔" وہ سمٹ کر بیٹھ گیا۔ اور ان کی طرف دیوانوں کی طرح دیکھنے لگا۔ سر سلطان نے اسے ایک نظر دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

"یہ مسخروں کی حرکتیں چھوڑو اور میری بات غور سے سنو۔" عمران نے یہ سُن کر لب بھینچ لئے اور مزید سمٹ کر بیٹھ گیا۔ اس حالت میں وہ ایک احمق نظر آ رہا تھا۔ سر سلطان نے اسے غور سے دیکھ کر کہا۔

"اچھا بیٹے تمہاری مرضی!۔" پھر ایک گہرا سانس لیا۔" میں اس بات پر بے حد خوش ہوں کہ تم میری ٹیم میں ایک بہترین کارکن ہو" عمران اپنے چہرے پر معصومیت پھیلا کر بولا۔

"جی!۔ واقعی میں بھی ایک بہترین کارکن تھا!۔"

اس کی یہ بات سن کر سر سلطان زور سے چونکے!۔ اور متعجبانہ انداز میں کہا۔

"کارکن تھے۔ اس سے تمہاری کیا مراد ہے!۔"

"جی میں جے پور جانا چاہتا ہوں!۔" وہ احمقوں کی طرح جلدی سے بولا۔

"چلے جاؤ تمہیں کون روکتا ہے!۔" وہ حیرت سے بولے۔

"میں آپ کی ٹیم سے تمام تعلق ختم کر کے جانا چاہتا ہوں!۔" اس نے ادب سے نظریں جھکا کر کہا۔

"کیا ہم سے خفا ہو گئے ہو ۔۔۔"

"یونہی سمجھ لیجئے سر ۔۔۔" عمران دھیمی آواز میں بولا ۔۔۔ "میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ اور میرے آرام کے لئے جے پور بہترین جگہ ہے ۔۔۔"

"تم اس جہنم میں آرام کرنا چاہتے ہو ۔۔۔" وہ ذرا سخت لہجے میں بولے ۔

"جی ۔۔۔" عمران نے آہستگی سے کہا ۔

"بکومت ۔۔۔" سر سلطان نے اسے پیار سے ڈانٹ دیا ۔

"غور سے سن لو ابھی تم کہیں نہیں جا سکتے ۔۔۔ جب تک یہ کیس ختم نہیں ہو جاتا ۔"

"چلئے اس کیس کو ختم کئے لیتا ہوں ۔۔۔ مگر اس کے بعد میں ضرور چلا جاؤں گا ۔۔۔"

"چلے جانا ۔۔۔" سر سلطان نے اطمینان کا سانس لے کر کہا "صرف یہ بتاؤ ناشتہ کر آئے ہو ۔۔۔"

"ہائیں ۔۔۔ خدا کی پناہ ۔۔۔" عمران چونک کر بولا ۔ "آپ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا ۔۔۔"

"نہیں ۔۔۔" سر سلطان نے کہا ۔ "چلو اکھٹے ہی ناشتہ کرتے ہیں ۔"

وہ ڈائننگ روم میں آ گئے اور خاموشی سے ناشتہ ختم کیا ۔ ناشتہ ختم کرنے کے بعد وہ پھر کمرۂ خاص میں آ گئے ۔ آج خلاف توقع عمران کچھ سوچ رہا تھا ۔ سر سلطان نے کہا ۔

"کیا ابھی تک جے پور کے بارے میں سوچ رہے ہو ۔۔۔"

"کچھ نہ کچھ سوچتا ہی رہتا ہوں سر!" عمران نے کہا "کہیے میں آپ کی بات سننے کے لئے تیار ہوں!" وہ ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حماقتیں برس رہی تھیں۔ انہوں نے ایک گہرا سانس لیا۔ پھر عمران سے بولے۔

"تخریب کاروں کی حرکتیں دن بدن خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ جو کہ بہت ہی بڑی بات ہے۔ میں نے تمہیں کچھ نوجوان دیئے تھے۔ تم نے ان کے ساتھ مل کر ابھی تک کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔"

"کوشش کر رہے ہیں سر!" اس نے آہستگی سے کہا۔

"مکران کی تخریب کاریاں بڑھتی جا رہی ہیں!" سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔ جو کہ ہماری سیکرٹ سروس کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں!" پھر وہ ذرا رک کر بولے۔

"تمہیں میں نے فوج کے تربیت یافتہ آدمی دیئے ہیں! ۔ کم ہیں تو تم ان کی تعداد بڑھا سکتے ہو۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ کارروائیاں فوراً بند ہونی چاہئیں۔"

"ٹھیک ہے بند ہو جائیں گی سر!" عمران نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "آپ ایسے کریں فوج کے کچھ اچھے اور تربیت یافتہ جوان ہمیں اور دے دیں!"

"ٹھیک ہے" سر سلطان نے کہا۔ "تمہیں جوان جائیں گے۔ پھر تم کب تک کامیاب ہو جاؤ گے۔"

"کوشش کروں گا جلد ہی کامیاب ہو جائیں!" عمران نے

اب خلافِ توقع سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ایک سنجیدہ احمق کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ سر سلطان اس کی طرف دیکھ کر عجیب انداز میں مسکرائے۔

"آپ تو مسکرا رہے ہیں سر!"

"بھئی تمہیں دیکھ کر ہنسی آرہی ہے۔"

"میں کوئی ایسی چیز تو نہیں ہوں سر!" وہ لب بھینچ کر بولا۔ "کہ آپ مجھے دیکھ کر ہنسیں!"

وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر اسے غور سے دیکھ کر بولے۔

"تخریب کار تقریباً ہر جگہ ملک میں موجود ہیں! — میں چاہتا ہوں تمہارے آدمی بھی ہر جگہ پھیل جائیں۔ اور تخریبی کارروائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں —"

"ایسا ہی ہوگا سر!" عمران بولا۔ "فوج کے جوانوں کی ایک آرگنائزیشن بنا دی ہے۔ اور اس طرح وہ ریڈ آرگنائزیشن صرف میرے ماتحت کام کرے گی۔ خفیہ سروس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا! —"

سر سلطان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا!

"یہ تو کچھ عجیب سی بات ہوگی! — تمہیں ایسا کرنا چاہیئے کہ ضرورت پڑنے پر وہ سیکرٹ سروس کے ہی آدمی کہلائیں —"

"ہاں میں ضرورت پڑنے پر اپنی ریڈ آرگنائزیشن کو سیکرٹ سروس سے ملا سکتا ہوں۔ بغیر ضرورت کے میں ایسا نہ کروں گا۔ کیونکہ اس طرح ہمارے کئی راز افشا ہو جائیں گے! —"

"تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے" سر سلطان نے کہا "میرا خیال ہے ریڈ آرگنائزیشن ایک اچھا گینگ ثابت ہوگی۔ تمہیں ہوشیاری کے ساتھ اس میں بہتر آدمی شامل کرنے چاہئیں۔ میں بہترین آدمی شامل کرنے کے احکامات جاری کر دوں گا۔"

عمران نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں خود بھی دیکھوں گا کہ کونسا آدمی درست ہے اور کونسا درست۔ یہ سب کچھ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے" سر سلطان نے اسے پُر امید نظروں سے دیکھ کر کہا "مجھے یقین ہے کہ تم مجھے گاہے گاہے رپورٹ دیتے رہو گے۔"

"یہ تو ایک ضروری امر ہوگا سر" عمران نے کہا "آپ کو ضرور رپورٹ ملے گی سر۔"

"بہتر ہے میرے بیٹے" وہ مسکرا کر بولے "مگر یہ تو بتاؤ بیٹے کہ آج تم غیر معمولی طور پر سنجیدہ کیوں ہو۔"

"رات معدے میں گڑبڑ ہو گئی تھی سر۔ اس لئے شاید زیادہ ہی احمق دکھائی دے رہا ہوں۔"

"شاید" یہ کہہ کر وہ ہنس دیئے۔ اور عمران نے انہیں شکایت آمیز نگاہوں سے دیکھا۔ پھر وہ چپو کی طرح کاٹ کھا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

باہر کمپاؤنڈ میں اس کی ٹو سیٹر کھڑی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھولا اور سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے

انجن اسٹارٹ کیا۔ اسی لمحے پچھلی سیٹ پر لیٹا ہوا جوزف ایکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا میں بیٹھ سکتا ہوں سر!"

"ابے کالئے تو زندہ ہے!"

"زندہ تو ہوں سر!" وہ منہ بنا کر بولا "مگر مردوں سے بدتر! رات سے کچھ پیا نہیں سر!" وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

"ابے کالئے کیا خون پینے کا ارادہ ہے؟"

"خون تو بڑے لوگ پیتے ہیں سر!" جوزف بولا "یہ ادنیٰ خادم تو محض لال پری کا شوقین ہے!"

"ابے کالئے تو لال پری کی بات کرتا ہے!" عمران نے سخت لہجے میں کہا "تجھے تو میں اب سیاہ پری کے نزدیک بھی نہ جانے دوں گا!"

"یہ تو ظلم ہوگا سر!" وہ سخت لہجہ اختیار کر کے بولا "اور ہم اس ظلم کے خلاف پروٹسٹ کرے گا!"

"ابے کالئے میں تجھے پروٹسٹ کرنے کے لئے زندہ ہی کب چھوڑوں گا۔ لیٹ چپکے سے"

اس نے ناگواری سے منہ بنا کر کہا۔

"سر اب تو میں سیدھا بیٹھنا چاہتا ہوں! یہ میری ریکوئسٹ ہے سر!"

"ابے کالئے اب تو انگریزی زیادہ ہی بولنے لگا ہے!" اس نے ڈانٹ کر کہا۔ "لیٹ جا ورنہ شوٹ کر دوں گا۔ یہ اعشاریہ 45

ہے میرے پاس ۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے پستول نکال کر اسے دکھایا۔

"یہ تو بہت خطرناک چیز ہے سر لیٹ جاتا ہوں ۔سر"

اور وہ فوراً پچھلی سیٹ پر لیٹ گیا ۔ اور لیٹنے کے بعد وہ بولا ۔

"سر ۔ مجھے اس طرح چھپانے کی کیا ضرورت ہے ۔ کیا میرے لئے کوئی خطرہ ہے ۔"

"بہت زبردست خطرہ ہے ۔" عمران نے خوابیدہ سی آواز میں کہا "گردو نواح میں ایک بلا رہتی ہے ۔ جو اسے دیکھتا ہے اندھا ہو جاتا ہے ۔"

"پھر تو یہ خطرہ آپ کے لئے بھی ہے ۔" جوزف نے بیوقوفوں کی طرح سوچ کر کہا ۔

"میرے لئے نہیں ہے ۔" عمران نے کہا ۔" یہ خطرہ صرف کالے لوگوں کے لئے ہے ۔"

"پھر تو میں لیٹے رہنا ہی بہتر سمجھتا ہوں سر ۔" وہ گھبرا کر بولا ۔ اندھا ہونے کے بعد تو میں دشمن کا مقابلہ نہ کر سکوں گا ۔"

"ہاں ۔" عمران بولا ۔" اسی لئے کہتا ہوں لیٹے رہو ۔"

جوزف کچھ نہ بولا ۔ اور خاموشی سے لیٹا رہا ۔ اور عمران ڈوسیٹر کو ہانکتا ہوا رانا پیلس کے کمپاؤنڈ میں لے آیا اور گاڑی کو روک دیا ۔

"ابے کالے زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے ۔" عمران نے پوچھا ۔

"زندہ ہوں سر ۔"

اس نے گھبرا کر کہا ۔

"تو پھر نیچے اتر آؤ ۔۔۔"

"وہ بلا کا خطرہ ٹل گیا ہے۔" جوزف اٹھ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہاں ہم وہاں سے نکل آئے ہیں باس۔" عمران نے گردن ہلا کر کہا۔

"اب ہم رانا پیلس میں ہیں ۔۔"

"او کے باس۔ میں آ رہا ہوں ۔۔۔"

وہ دونوں نیچے اتر کر اندر چلے گئے۔ عمران نے جوزف کو دروازے میں روک دیا اور برآمدے کی طرف اشارہ کیا۔ "تم وہاں بیٹھ جاؤ۔"

جوزف کسی قسم کا اعتراض کئے بغیر برآمدے کی طرف چلا گیا۔ اور عمران آگے بڑھ کر ایک دیوار کے قریب آیا۔ اس کے دیوار میں لگے ایک بٹن کو دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا۔ وہ اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ اندر بلیک زیرو موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک مشین پڑی تھی۔ جس میں بے شمار سوئچ لگے تھے۔ لال اور سبز بلب پلکیں جھپکا رہے تھے۔ عمران اس کے قریب چلا گیا



بلیک زیرو نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر مسکرا

کر بولا ۔

"آئیے عمران صاحب! ۔۔۔" عمران اس کے قریب بیٹھ گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ آ گئے سر! ۔۔۔"

"کیوں کوئی خاص بات ہے! ۔۔۔"

"یس سر! ۔۔۔"

"ذرا مجھے بھی تو پتہ چلے وہ کیا خاص بات ہے! ۔۔۔"

وہ جلدی جلدی سوئچ دبا کر بولا ۔۔۔

"میں نے پرائیویٹ ون سی زیرو پر ایک فریکوئنسی سیٹ کی تھی اور اس پر ایک نہایت قیمتی پیغام سن لیا ہے! ۔" یہ کہہ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں ۔

عمران کی آنکھوں میں بھی اسی طرح کی چمک پیدا ہوئی اور وہ آگے جھک کر بولا ۔

"ہاں تو بتاؤ وہ پیغام کیا ہے ؟ ۔"

وہ پُرجوش آواز میں کہنے لگا ۔

"کچھ لوگ یا شاید ایک ہی آدمی ہو۔ وہ ایک ہیلی کوپٹر کے ذریعے بلڈنگ پر اترے ہیں ۔ بعد میں وہ ہیلی کوپٹر تباہ کر دیا گیا ۔ اس کا ایک خاص آدمی فورٹی تھری ہے ۔ میرا خیال ہے۔ وہ لوگ اس بلڈنگ میں موجود ہیں ۔ اگر وہ آدمی اس بلڈنگ سے نکل گیا ۔ تو وہ ان لوگوں کو ایوا لونگ یارہیں ملے گا ۔ "

یہ سنکر عمران اچھل گیا ۔ اس کے چہرے پر چھائی حماقتیں زیادہ گہری ہو گئیں ۔ وہ اسے غور سے دیکھ کر بولا ۔

"تم اس پیغام کو بھول تو نہیں گئے"

"بالکل نہیں سر" بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔ "مجھے پیغام حرف بحرف یاد ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ آدمی انتہائی خطرناک ہے۔"

"تو کیا اسے ریوالونگ بار میں ہی ملنے کو کہا گیا تھا"

"جی سر" بلیک زیرو نے کہا۔ "اسے ٹیکسی میں بیٹھ کر ریوالونگ بار ہی جانا ہے"

"ہم ان کا پتہ لگا لیں گے" عمران نے کہا۔ "تم ایسے کرو ریڈ آرگنائزیشن کے بیس آدمی وہاں بھیج دو۔ تم اپنی نگرانی میں سب کچھ کر سکتے ہو۔ جیسے چاہو ان سے کام لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بس تمہیں اس آدمی کو پکڑنا ہے"

"او کے سر" بلیک زیرو نے کہا۔ "کاش پیغام میں اس اس بلڈنگ کا پتہ بتا دیا جاتا۔ تو ہم آسانی سے انہیں گرفتار کر لیتے۔ وہ اس کے کسی کمرے میں موجود ہے"

"فکر کی کوئی بات نہیں ہے" عمران نے کہا۔ "تم اب بھی اسے پا سکتے ہو"

پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا "کوئی اور خاص بات"

"اس وقت اور کوئی مخصوص میسج نہیں ہے سر"

"او کے اب میں چلتا ہوں" عمران نے اٹھ کر کہا۔ "میں نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل کرنا"

"ایسا ہی ہو گا سر"

یہ کہہ کر وہ مشینوں کی طرف گھوم گیا۔ اور بار بار تیزی سے سوئچ دبانے لگا

عمران نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر برآمدے میں جوزف اونگھ رہا تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر چیخا۔

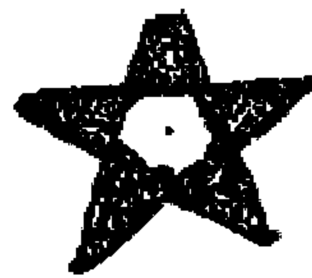
"ابے او کالئے کیا افریقہ کے جنگلوں میں بھٹک رہا ہے!"

جوزف ایک پھنکار مار کر چونکا۔ اور عمران کو سرخ سرخ آنکھوں سے دیکھ کر بولا۔

"آپ نے کچھ کہا تھا باس!"

"ابے اٹھو چلیں!" عمران نے اس کے شانے پر ٹھوکا دیکر کہا۔

"چلئے سر!" وہ دونوں باہر آکر ٹوسیٹر میں بیٹھ گئے۔



عمران تھوڑی دیر کے بعد اپنے کمرۂ خاص میں موجود تھا۔ اور اس کا نوکر سلیمان باورچی خانے میں گھسا کوئی لوک گیت گا رہا تھا۔ اس کی آواز صاف اور واضح تھی۔ وہ کچھ عجیب ہی ترنگ میں گا رہا تھا۔ پھر اس کی آواز رفتہ رفتہ بلند ہوتی چلی گئی۔ عمران نے فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ اور پاگلوں کی طرح چلایا۔

"سلیمان ابے او سلیمان!"

سلیمان نے کوئی جواب نہ دیا ۔۔۔ اب اس کی آواز اور زیادہ بلند ہو گئی تھی ۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی ویرانے میں کتنی ہی بدروحیں مل کر موت کا گیت گا رہی ہوں! ۔۔۔ اب تو عمران کے صبر کا دامن تار تار ہو گیا ۔ وہ ایک جھٹکا کھا کر اٹھا اور تیزی سے گھوم کر کمرہ خاص سے باہر آ گیا ۔ برآمدے میں آ کر وہ پوری طاقت سے چلایا ۔" ابے او سلیمان! ۔۔۔"

اس کی آواز چابک کی طرح سنسناتی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی اور سلیمان کے کانوں کے پردے سے ٹکرائی ۔ سلیمان گھبرا کر ایکدم خاموش ہو گیا ۔ اور ہکا بکا کھڑا رہ گیا ۔ عمران پھر چیخا ۔۔۔

" ابے او سلیمان! یہاں آ! ۔۔۔"

اب تو سلیمان گھبرا گیا ۔ اور مسمی سی صورت بنا کر باورچی خانے سے باہر نکل آیا ۔ عمران نے اس کی صورت دیکھ کر کہا ۔" کیا شاندار پھٹکار برس رہی ہے تیری صورت پر! ۔۔۔"

" کیا ہوا سر! ۔۔۔" وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا ۔

" تو تمہارے کمرے میں وہ چیخم دھاڑ کیسی تھی! ۔۔۔"

وہ شرما کر اور لمبی گردن جھکاتے ہوئے بولا ۔۔۔

" سر! ذرا موسیقی کا پروگرام تھا! ۔۔۔"

" ہائیں! خدا کی پناہ! ۔۔۔" عمران حیرت سے بولا ۔" تو وہ موسیقی کا پروگرام تھا ۔۔۔"

" جی سر! ۔۔۔" وہ ندامت سے بولا ۔" کیا آپ کو اچھی نہیں لگی وہ موسیقی ۔ میرا تو خیال ہے وہ بہترین میوزک تھا سر! ۔۔۔"

"ابے تم ان بدروحوں کی چیخوں کو میوزک کہتے ہو!"
"سر وہ تو بڑا شاندار میوزک تھا۔ وہ بھولی سی صورت بنا!
"میں نے کل کیا ب شیرانوں کی نئی فلم بھوسے ناتھ دیکھی تھی۔ بھوسے
ناتھ نے بالکل طرح کی موسیقی کا مظاہرہ کیا تھا!"
عمران اسے گھور کر بولا۔
"ہائیں! تو تواب کیا ب شیرانوں کی فلمیں بھی دیکھنے لگا ہے
تو میرا بجٹ اس طرح خراب ہوتا ہے! ان فلموں نے تیرا بھی دماغ
خراب کرنا شروع کر دیا ہے!"
وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔
"سر آپ کا بجٹ بالکل ٹھیک ہے۔ اور میرا دماغ بھی درست ہے
کبھی کبھی دل لگی کرنی ہی پڑتی ہے۔"
"تو تواب مجھ سے دل لگی کر رہا ہے!"
وہ چونک کر عمران کو دیکھنے لگا پھر بوکھلا کر بولا۔
"میں بھلا آپ سے دل لگی کر سکتا ہوں۔ سر اگر آپ کو وہ موسیقی
اتنی پسند ہے تو پھر سنائے دیتا ہوں!"
یہ کہہ کر وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخنے چلانے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ
اچھل کود بھی کر رہا تھا۔ عمران نے فوراً کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں
اور چلایا۔
"ابے او بندر کی اولاد بس بس۔ بس کر اب!"
سلیمان ایک دم رک گیا۔ اب تو اس کے چہرے پر جلال برسنے لگا تھا۔
اور آنکھوں میں غصے کی بجلیاں کوندر رہی تھیں۔

"اچھے خاصے انسان کو آپ نے بندر کی اولاد کہہ دیا۔ وہ غصے میں بھر کر بولا" حالانکہ میرا باپ خدا اسے جنت نصیب کرے۔ پورے سات فٹ کا جوان تھا۔ پورے ملک میں پہلوان اس سے گھبراتے تھے۔ اس نے بیرونی دنیا کے کئی پہلوانوں کو کئی بار پچھاڑا تھا۔ اپنے ملک میں تو میرے باپ کا کوئی جوڑ نہ تھا۔"

"بس کرو بھائی!" عمران نے لب بھینچ کر کہا" ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ اب تم جلدی سے جاؤ اور میرے لئے ایک کپ چائے لے آؤ۔"

"اب چائے مشکل سے ہی آئے گی سر!"

"وہ کیوں؟" عمران اسے دیکھ کر متعجبانہ انداز میں بولا۔

"میں استعفے دیکر جا رہا ہوں!" وہ بہت زیادہ سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"تمہارا مطلب ہے تم نوکری چھوڑ رہے ہو!"

"اسی وقت چھوڑ رہا ہوں سر!"

"یہ تو ظلم ہے!"

"ظالم میں نہیں آپ ہیں سر!" سلیمان نے سنجیدگی سے تقریبًا کرتے ہوئے کہا" میں ایک آزاد ملک کا ایک آزاد باشندہ ہوں۔ میں جس طرح چاہے زندگی گزار سکتا ہوں۔ مجھے روکنے والا کون ہے۔ میں آپ کا قیدی نہیں ہوں سر! موسیقی روح کی غذا ہوتی ہے۔ اور میں اس غذا سے محروم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ہم لوگ غذا سے محروم نہیں ہو سکتے اسی طرح موسیقی بھی بہت ضروری ہے۔"

یہ کہہ کر وہ گھوما اور سنجیدگی سے کہا" اوکے گڈ بائے!"

اس کے اس طرح گھومنے سے عمران بوکھلا گیا۔ وہ جلدی سے لپک کر اس کے سامنے آگیا۔ اور بولا۔

" او بھائی آزاد ملک کے آزاد باشندے تم جیتے میں ہارا۔ جاؤ موسیقی کا طنبورا بجاؤ۔ مگر نوکری چھوڑ کر نہ جاؤ!۔۔۔"

وہ چند لمحے عمران کو گھورنے کے بعد بولا۔

" تو میں آزاد ہوں!۔۔۔"

" ہاں بھائی تم آزاد ہو۔ تمہاری آنے والی نسلیں بھی آزاد ہیں۔ تم آزاد نسلوں کے بانی مبانی ہو۔۔۔ جاؤ اور میرے لئے ایک کپ چائے لے آؤ!۔۔۔"

" چائے کا کپ تو آجائے گا سر!۔۔۔" پھر اس نے سکون سے کہا۔" مگر بجٹ ختم ہو گیا۔۔۔"

" ہائیں۔۔۔ تو کیا سب فلم کی نظر ہو گیا۔"

" دیکھئے!۔۔۔" سلیمان نے بے صبری کے سے انداز میں اُسے ٹوکا۔ " آپ مجھے پھر قیدی بنانے کے متعلق سوچ رہے ہیں!۔۔۔"

" تم کہاں قیدی ہو۔ قیدی تو میں ہوں بھائی!۔۔۔" یہ کہہ کر اس نے بُرا سا منہ بنایا۔ اور جیب سے کچھ نوٹ نکال کر سلیمان کے ہاتھ پر رکھ دیئے!۔ اور کہا۔

" لے جا اور چائے لے آ!۔۔۔"

" ابھی لے کر آیا سر!۔۔۔" یہ کہہ کر سلیمان ایک روح کی طرح غائب ہو گیا۔ اور عمران کندھے جھٹک کر اپنے کمرۂ خاص میں آگیا۔ وہ ایک چرمی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس آدمی کے متعلق سوچنے لگا۔ جو کسی

بلڈنگ میں موجود تھا۔ عمران نے سوچا ممکن ہے وہ زیادہ آدمی ہوں۔ ہمیں ان پر قابو پا لینا چاہیئے۔ ممکن ہے ان میں تخریب کاروں کا کوئی لیڈر بھی ہو۔ اور ہم اسے گرفتار کر کے ان کے اڈے کا پتہ چلا سکیں۔ ابھی وہ سوچوں کی بھول بھلیوں میں پھنسا ہوا تھا کہ سلیمان چائے لے کر آ گیا۔ اور چائے کا کپ اس کے سامنے رکھ کر بولا۔

"سر ایک بات تو بتایئے۔"

"کیا کوئی خاص بات ہے۔" عمران نے اسے ایک نظر دیکھ کر پوچھا۔

"بہت ہی خاص بات ہے سر۔" سلیمان نے معصومیت سے کہا۔ "میں اس بارے میں کئی دنوں سے سوچ رہا ہوں۔ مگر کچھ بھی سوچ نہیں سکا۔"

"تو پھر جاؤ کچھ دن اور سوچ لو۔"

"نہیں سر۔" سلیمان نے انکاری صورت میں گردن ہلائی۔ "میں کچھ نہ سوچ سکوں گا۔"

"تو پھر جاؤ مجھے کچھ سوچ لینے دو۔" عمران نے جھلا کر کہا۔

"جھلانے کی ضرورت نہیں ہے صاحب۔" سلیمان بضد ہو کر بولا۔ "آپ کو بتانا ہی ہوگا۔ کہ سکندر یونانی ہندوستان میں کیا لینے آیا تھا۔"

"میری طرح جھک مارنے آیا تھا۔" وہ چلا کر بولا۔ "اور اب تم دفعان ہو جاؤ میرے بھائی۔ اور سن لو۔ اسے اچھی طرح یاد رکھنا کہ یونان میں تمہاری طرح اوٹ پٹانگ فلمیں دیکھ دیکھ کر اس کا بجٹ خراب ہو گیا تھا۔ اسی لئے وہ ہندوستان میں اپنا بجٹ

درست کرنے آیا۔ بجٹ تو درست نہ کر سکا بلکہ فوت ہو گیا۔"
عمران کی بات سن کر سلیمان کے چہرے پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔
وہ گھبرا کر بولا۔
"اس زمانے میں تو قلمیں ہی نہیں بھتیں سر!۔" میں آپ کی اس بات سے الجھن میں پڑ گیا ہوں۔ ایک آزاد ملک کے آزاد باشندے کو اس طرح الجھن میں ڈالنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔ میں آپ کے خلاف استغاثہ دائر کروں گا!۔"
"جو چاہے کر لینا بھائی اس وقت مجھے اکیلا چھوڑ دو!۔"
عمران نے تلخی سے کہا۔
"ایک بات اور ہے سر!۔"
"جاؤ۔ جاؤ۔ خدا کے لئے دفعان ہو جاؤ!۔" عمران زور سے چیخا۔
سلیمان گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور حیرت سے دیکھ کر بولا۔
"صاحب شاید آج آپ کی طبیعت زیادہ ہی خراب ہے۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں!۔"
یہ کہہ کر وہ گھوما اور باہر آ گیا۔ اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر وہ ایک ایک گھونٹ کر کے چائے پینے لگا۔ اور تخریب کاروں کے متعلق سوچنے لگا۔
باہر برآمدے میں آ کر سلیمان نے ٹیلیفون کی طرف رخ کیا اور رسیور کریڈل پر سے اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ادھر سے آواز آئی۔

"ہیلو! ـــــ"

"ہیلو!" سلیمان نے کہا۔ "کیا آپ ڈاکٹر یزدانی ہیں!"

"ہاں بھئی!" ادھر سے کہا گیا۔ "میں ڈاکٹر یزدانی ہوں! ـ تم کون بول رہے ہو ـــ"

"جی میں سلیمان بول رہا ہوں! ـــ"

"سلیمان کون ہے؟" ادھر سے حیرت سے پوچھا گیا۔

"آپ مجھے نہیں جانتے! ـــ"

"نہیں بھئی! ـ" ڈاکٹر ابھی تک حیران تھا!۔

"میں عمران صاحب کا نوکر سلیمان بول رہا ہوں سر!" سلیمان نے کہا۔ "اب آپ کا خیال ہے آپ مجھے جانتے ہیں یا نہیں! ـــ"

"ارے بھئی سلیمان میں تمہیں بھول سکتا ہوں" ڈاکٹر نے خوشدلی سے کہا۔ "پہلے ہی کہتے میں عمران کا سلیمان ہوں! ـــ"

"دیکھئے ڈاکٹر صاحب یہ زیادتی ہے!" سلیمان ذرا غصے ہو کر بولا۔

"کیسی زیادتی بھئی" ڈاکٹر نے حیرت سے کہا۔

"میں عمران صاحب کا نہیں!" سلیمان نے تلخی سے کہا۔ "اپنے باپ کا سلیمان ہوں۔ عمران صاحب کا تو بس نوکر ہوں! ـــ"

ڈاکٹر زور زور سے ہنسنے لگا۔ سلیمان نے کہا۔

"ارے آپ تو ہنسنے لگے ڈاکٹر صاحب! ـــ"

"ارے بھئی تم باتیں ہی ایسی کرتے ہو کہ خواہ مخواہ ہنسی آجائے!"

"تو پھر پہلے آپ اچھی طرح ہنس لیجئے!" سلیمان نے برا سامنہ

بتا کر کہا۔" پھر بات سن لیجئے گا۔ اس دوران میں چاہے عمران صاحب اللہ کو پیارے ہو جائیں!"
ڈاکٹر کی ہنسی ایک دم رک گئی۔
" کیا بات ہے بھئی عمران صاحب کو کیا ہوا!"
" جی وہ سخت بیمار ہیں۔ آپ جلدی پہنچئے!"
" پہلے ہی بتا دیتے تو اتنا وقت تو ضائع نہ ہوتا" ڈاکٹر نے گھرا کر کہا۔" عجیب آدمی ہو تم۔ عمران کو ہوا کیا ہے!"
" یہ آپ دیکھ کر ہی بتا سکیں گے کہ کیا ہوا ہے" سلیمان نے کہا
" آپ فوراً آ جائیے!"
" میں ابھی آیا!" یہ کہہ کر ڈاکٹر یزدانی نے فون رکھ دیا اور وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر طوفانی رفتار سے وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے بیل دی۔ اسی لمحے سلیمان نے دروازہ کھول دیا۔ سلیمان بہت سنجیدہ تھا۔
" عمران کہاں ہے!"
" اس کمرے میں!" سلیمان نے انگلی سے اشارہ کر دیا۔ ڈاکٹر یزدانی کمرے کی طرف لپکا۔ اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اسے عمران کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔
" دفع ہو جا سلیمان کے بچے۔ مجھے ڈسٹرب نہ کر!"
" میں سلیمان نہیں ہوں عمران! ڈاکٹر یزدانی ہوں۔"
ڈاکٹر نے کہا۔" آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے" عمران گھبرا کر دروازے کی طرف آیا اور ڈاکٹر یزدانی کو حیرت سے گھورنے لگا۔

" ڈاکٹر صاحب آپ !__"

" ہاں بھئی میں ہوں __" ڈاکٹر یزدانی بولا " سلیمان نے فون کیا تھا کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ سو چلا آیا __ چلیئے میں دیکھتا ہوں کیا ہوا تمہیں !__"

" ہائیں خدا کی پناہ !__" عمران کے چہرے پر حماقتیں برس رہی تھیں __" تو سلیمان نے کیا کہا تھا کہ میں بیمار ہوں ۔ مگر میں تو ٹھیک ہوں ڈاکٹر صاحب !__"

" لگتے تو ٹھیک ہی ہو !__" ڈاکٹر نے کہا ۔ پھر بھی میں چیک کئے لیتا ہوں !__"

عمران ایکدم زور سے چیخا __

" سلیمان سلیمان ! ابے او سلیمان کے بچے !__"

سلیمان بھاگتا ہوا آیا ۔

" میرے بچے تو نہیں میں خود ہی آ گیا سر !__ کیا حکم ہے میرے لئے !"

" میں بیمار ہوں کیا ؟__" عمران اسے احمقوں کی طرح دیکھ کر بولا۔

" آپ بہت زیادہ بیمار ہیں سر !__" سلیمان اسے غور سے دیکھ کر بولا __" چہرہ کتنا اترا اترا لگ رہا ہے !__" پھر اس نے ڈاکٹر کی طرف دیکھ کر کہا __" میں نے غلط تو نہیں کہا ڈاکٹر صاحب ! آپ انہیں غور سے دیکھئے نا !__"

" ابے سلیمان !__"

" جی سر !__" وہ نگاہیں جھکا کر بولا ۔

" آج میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا !__" یہ کہہ کر وہ اس کی

طرف لپکا۔ اور سلیمان عمران کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ دونوں کمروں میں آگے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ اور ڈاکٹر مسکرا کر ان کی اس بھاگ دوڑ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بیگ سنبھال کر نیچے اترا اور اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔



سلیمان عمران کے قابو نہ آسکا۔ پھر وہ بھاگ کر باورچی خانے میں گھس گیا۔ عمران نے اندر گھسنا چاہا تھا کہ سلیمان نے فوراً دروازہ بند کر کے اسے بولٹ کر دیا۔ عمران دھڑا دھڑ دروازہ پیٹنے لگا۔

"سلیمان ابے او سلیمان دروازہ کھول اے"

"اب یہ دروازہ نہیں کھلے گا سر!" سلیمان نے کہا۔ "میں آپ کے لئے کھانا تیار کر رہا ہوں! اب کھانا لے کر ہی آپ کے کمرے میں آؤں گا۔"

"کھانا شاندار بنانا!" عمران نے دانت پیس کر کہا۔

"ایسا کھانا بناؤں گا صاحب! کہ آپ انگلیاں چاٹتے رہ جائیں گے"

"پھر تو مزا آجائے گا" یہ کہہ کر عمران اپنے کمرۂ خاص میں آگیا۔

اس نے چند لمحے تخریب کاروں کے متعلق سوچا۔ پھر وہ جلدی سے فون کی طرف لپکا۔ اور صفدر کو فون کر دیا۔ دوسری طرف سے صفدر بولا۔

"صفدر اسپیکنگ!"

عمران سوچ رہا تھا کہ وہ پارٹی زیادہ ہی خطرناک ہے۔ ان کے منصوبوں کو خاک میں ملانا ہمارا فرض ہے۔ ان کی سرکوبی جلدی ہونی چاہیئے اگر ایسا نہ ہو سکا تو ملک انتشار، بدنظمی اور خطرناک ترین حالات سے دوچار ہو جائے گا۔ ابھی عمران سوچ رہا تھا کہ ادھر صفدر کی سخت آواز گونجی۔

"صفدر سپیکنگ!"

عمران نے ایکسٹو کی کھونتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایکسٹو!"

"کہیئے سر!" اس کی آواز میں احترام انکساری اور عاجزی پیدا ہو گئی۔

"تمہیں معلوم ہے ریوالونگ بار کا علاقہ کہاں ہے!"

"لیس سر!" اس نے مؤدب ہو کر کہا۔

"تو پھر غور سے سنو!" ریوالونگ بار کے علاقے میں کچھ لوگ ایک خطرناک آدمی کو ٹیکسی سے اترتے دیکھ کر اس کے پاس آئیں گے۔ یا ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی نہ ہو زیادہ آدمی ہوں۔ بہرحال تمہیں بہت زیادہ ہوشیاری سے کام لینا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں ان آدمیوں یا اس آدمی کو گرفتار کر لیا جائے!"

"ٹھیک ہے سر!" صفدر نے ادب سے کہا۔ "پھر کیا حکم ہے!"

ایکسٹو کی بھاری آواز اس کے کانوں کے پردے سے ٹکرائی۔
"تم خاور، نعمانی اور چوہان کو بھی ساتھ لینا میں انہیں فون کرکے بھیج رہا ہوں — اور آدمی بھی تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تم شیطان کی آنت کی طرح ریوالونگ بار کے علاقے میں پھیل جاؤ!" پھر ایکسٹو نے رک کر ڈرامائی انداز میں کہا۔
وہاں ریڈ آرگنائزیشن کے آدمی بھی موجود ہوں گے۔ امید ہے وہ اُن لوگوں کو قابو میں کرلیں گے۔ انہوں نے سبز رنگ کے نقاب پہن رکھے ہوں گے — اور سینوں پر سرخ نشان ہوگا۔ تم انہیں پہچان ہی لوگے۔"
"یس سر!" صفدر جلدی سے بولا۔
ٹھیک ہے!" ایکسٹو نے گھمبیر آواز میں کہا۔" تم اگر دیکھو کہ دشمن قابو میں نہیں آرہا ہے۔ تو تم ان کی مدد کروگے۔ کوشش کرنا کہ وہ خطرناک آدمی زندہ گرفتار ہو جائیں — مجھے تم سے یہی توقع ہے کہ انہیں زندہ گرفتار کرلوگے؟ یہ نہ ہو کہ پہلے کی طرح ہاتھ آیا ہوا شکار کسی طرح اپنے آپ کو ختم کرلے!"
صفدر کو وہ واقعہ یاد آگیا وہ ندامت سی محسوس کرتے ہوئے بولا۔
"سر! اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا۔"
"بس بس! — ایکسٹو نے جلدی سے کہا۔" صفائی پیش مت کرو۔ جو تم سے کہا گیا ہے — اس پر فوراً عمل کرو!"
"آل رائیٹ سر!" صفدر نے مستحکم آواز میں کہا۔" میں فوراً وہاں پہنچ رہا ہوں!"

پھر اس نے رک کر کہا " مزید کوئی حکم اور سر! "
" بس اب تم جاؤ! " یہ کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر چند لمحے سوچ کر اس نے دوسرے لوگوں کو فون پر وہاں پہنچنے کو کہا۔ ادھر سے فارغ ہو کر اس نے غسل کیا اور لباس تبدیل کر کے باہر نکل آیا۔ لابی میں سلیمان کھڑا تھا۔ اس نے سنجیدگی سے کھانا تیار ہونے کی نوید سنائی۔ کھانے کا نام سن کر عمران کی بھوک چمک اٹھی۔ اور خوشگوار موڈ میں بولا۔
" ابے او سلیمان! تیرے بچے جیتے رہیں۔ اور وزیروں کے خانساماں بنیں۔ "
یہ سنکر سلیمان نے منہ بھینچ لیا۔ اور ذرا تلخی سے بولا۔
" یہ دعا مت دیجئے صاحب! میرے اگر بچے ہوئے تو جاسوس بنیں گے۔ وہ کیا کہتے تھے اسے سرلاک ہومز " عمران نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔
" شرلاک ہومز! ابے یوں کیوں نہیں کہتا! "
" بہرحال جاسوس بنیں گے جی! "
" اچھا بھائی جاسوسوں کے باپ دادا اب جلدی سے کھانا لے آ " سلیمان خوش ہو گیا اور بولا۔
" ابھی لے کر آیا صاحب! " تھوڑی دیر کے بعد سلیمان نے کمرے میں کھانا لگا دیا۔ سلیمان نے خلاف توقع آج مونگ کی دال نہ بنائی تھی۔ گوشت کو مختلف طریقوں سے پکایا تھا۔ اس لحاظ سے کھانا بہت ہی لذیذ اور شاندار تھا۔ عمران نے کھانا کھاتے

کے بعد کہا۔

"واقعی بھئی تم نے ٹھیک ہی کہا تھا ۔۔"

"کیا ٹھیک کہا تھا کہ آج انگلیاں چاٹتے رہ جاؤ گے!" عمران بولا" انگلیاں تو نہیں بہرحال میں چمچہ چاٹتا رہ گیا ہوں!۔"

"بڑی خوشی ہوئی صاحب یہ بات سن کر!" سلیمان مسکرا کر بولا۔ اسی لمحے عمران نے ایک دس روپے کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"ابے یہ لے جاسوسوں کے باپ دادا یہ تیرا انعام ہے!۔"

اس نے فخریہ انداز میں سینہ تان کر نوٹ پکڑ لیا۔ اور بڑے کروفر کے ساتھ نوٹ جیب کی نذر کر دیا ۔ پھر بڑے ادب سے گردن جھکا!

"شکریہ صاحب بہادر!۔۔"

اس کے اس انداز میں اداکاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ عمران اسے تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ عمران بولا۔

"اب تو نے گھر میں بھی اداکاری شروع کر دی ہے!۔ یہ کس اداکار کی نقل کر رہا تھا!۔۔"

اس نے ادب سے گردن جھکا کر کہا

"شاتو کمار کی!۔"

"یہ شاتو کمار کون بلا ہے؟۔۔" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"سر!۔۔ یہ ایک بہت ہی لاجواب ایکٹر ہے۔ کل میں نے جو کباب شیرانوں کی فلم دیکھی تھی۔ اس میں یہ ہیرو ہے۔ مگر ہیرو ہونے کے باوجود مجھ جیسا نوکر ہے!۔ میرا مطلب ہے کہ اس فلم

میں یہ نوکر کا کردار ادا کرتا ہے!"

"بہت خوب!" عمران اسے گھور کر بولا۔

"تو جناب پر آجکل اداکاری کا بھوت سوار ہے!"

"جناب پر نہیں!" سلیمان نے سر کو خم کر کے کہا "مجھ پہ اداکاری کا بھوت سوار ہے!"

"بند کرو یہ مسخرانہ حرکتیں!" عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "اب اگر تم نے کوئی فلم دیکھی تو میں تمہارا استعفیٰ منظور کر لوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی تمہیں اٹھا کر سڑک پر پھینک دوں گا۔ تاکہ تم اس قابل ہی نہ رہو کہ کہیں اور نوکری کر سکو!" پھر عمران گرجدار آواز میں بولا۔

"سمجھ گئے!"

"سمجھ گیا سر!" وہ عمران کو غصے میں دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور جلدی جلدی برتن سمیٹ کر باورچی خانے کی طرف بھاگ گیا۔

اس کے کمرے سے نکلنے کے بعد عمران بھی باہر آ گیا اور سامنے کھڑی ہوئی اپنی ٹوسیٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہ گیا تھا کہ اسے ایکدم خطرے کا احساس ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو فوراً نیچے گرا دیا۔ ایک چمکتا ہوا خنجر اس کے اوپر سے سرسراتا ہوا گذرا اور تیزی سے جا کر دیوار سے ٹکرایا پھر نیچے گر گیا۔ اگر عمران کی چھٹی حس اسے نیچے گرنے پر مجبور نہ کرتی تو خنجر اس کی گردن میں پیوست ہو جاتا!

عمران نے اسی لمحے پستول نکال لیا اور گھوم کر فائر کیا۔

مگر وہاں اب کوئی بھی نہ تھا۔ اس نے سامنے دیکھا۔ ایک لمبا تڑنگا آدمی سرخ رنگ کا موٹر سائیکل اسٹارٹ کر رہا تھا۔ اس نے اس پر فائر کیا۔ مگر اتنے میں ہی وہ آدمی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فرار ہونے لگا۔

عمران پستول کو جیب میں ڈال کر تیزی سے اپنی ٹوسیٹر کی طرف بھاگا۔ دروازہ کھولتے ہی اسے شراب کی بُو محسوس ہوئی۔ اس نے چونک کر پچھلی سیٹ پر دیکھا۔ جوزف نشے کی ترنگ میں پچھلی سیٹ پر بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ اس کے قریب ہی سیٹ پر بوتل پڑی تھی۔ اس نے ناگواری سے جوزف کی طرف دیکھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ سمٹ گیا۔ اور نشے میں بولا۔

"باس معاف کر دینا غلطی ہو گئی! کوئی جگہ نہ ملی۔ جہاں بیٹھ کر پیتا۔ بہت دنوں سے پیاسا تھا۔ اس لئے پیاس بجھا رہا ہوں۔"

"تیری پیاس میں تھوڑی دیر کے بعد بجھاؤں گا۔" عمران دانت پیس کر بولا۔ "ابھی میں دشمن سے نپٹ لوں۔"

"باس۔ آپ میری پیاس بجھائیں گے۔ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ ویری گڈ ویری نائس باس۔ آئی ایم ویری ہیپی اے۔" وہ بڑبڑانے لگا۔ پھر جام اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ اور ایک جرعے میں پی گیا۔ عمران اسے کراہت سے دیکھ کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔ جوزف بہک رہا تھا اور پی رہا تھا۔

ٹوسیٹر ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ سرخ موٹر سائیکل سوار نے پلٹ کر دیکھا۔ اور وہ رفتار بڑھانے لگا۔ عمران غصّے اور جوش میں بھرا ہوا اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھا تھا اور ہر آن رفتار میں اضافہ کرتا جا

رہا تھا۔ جب کوئی موڑ آتا تو جوزف لڑھک جاتا۔ جام اور شراب کی بوتل اس کے ہاتھ سے لڑھک پلاسٹک کے فٹ وئیر پر جا گری تھی۔ اور جوزف اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ شراب کی بو گاڑی میں پھیل گئی تھی۔ جوزف نشہ بار لڑکھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔

"باس! ۔۔ کیا ہم کسی طیارے میں پرواز کر رہے ہیں یا کسی راکٹ میں بیٹھے ہیں! ۔۔"

"بکومت باسٹرڈ! ۔۔" عمران پیچھے دیکھے بغیر چیخا" مجھے گاڑی گاڑی چلانے دو! ۔۔"

"مجھے یوں لگ رہا ہے باس! ۔۔" جوزف نشیلی آواز میں بولا۔ "جیسے میں جنت کی سیر کر رہا ہوں! ۔۔"

"تم جنت کی نہیں جہنم کی سیر کر رہے ہو سالے! ۔۔ کالیئے خاموش ہو جاؤ ورنہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا! ۔۔"

"اوہ باس آپ قاتل نہیں بن سکتے۔ میں جانتا ہوں آپ قاتل نہیں بن سکتے! ۔۔" وہ

وہ بڑبڑانے لگا۔ عمران چلایا۔۔۔

"سامنے دشمن بھاگا جا رہا ہے! کالیئے! ۔۔ ہوش میں آ اور پستول نکال کر اس پر فائر کر دے! ۔۔"

"دشمن! ۔۔" وہ لرزتی آواز میں بولا۔۔ "کہاں ہے دشمن! ۔۔" کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھو! ۔۔" عمران بولا۔ "وہ سامنے دیکھو سرخ موٹر سائیکل پر بھاگا جا رہا ہے! ۔۔"

"مجھے دھند کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا باس!" جوزف مرتعش آواز میں بولا "میرے سامنے دُور دُور تک دھند پھیلی ہوئی ہے باس!"

"جہنم میں جاؤ!"

یہ کہہ کر عمران نے پستول نکال لیا۔ اور ایک ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھال کر وہ آگے بھاگنے والے دشمن پر فائر کرنے لگا۔ اس نے فائرنگ ہوتے دیکھ کر موٹر سائیکل ادھر ادھر کاٹ کر آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ اس طرح عمران کا نشانہ خطا جا رہا تھا۔ پیچھے سے جوزف اچھل کر بولا۔

"باس یہ پٹاخے کہاں سے چھوٹ رہے ہیں! کیا کسی کی شادی ہے!"

عمران ابھی کوئی تلخ جواب دینے چاہ رہا تھا کہ موٹر سائیکل سامنے سے آتے ہوئے ایک ٹرک سے ٹکرایا۔ اور عمران افسوس کرتا رہ گیا۔ ٹرک موٹر سائیکل سوار کو کچلتا ہوا آگے نکل گیا۔ اور تھوڑی دور جا کر گاڑی روک دی۔ پھر اس نے جوزف کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اور دریا کے پل پر لے جا کر اسے پانی میں دھکیل دیا۔ اور کہا "جب نشہ اتر جائے تو دانش منزل پہنچ جانا۔ تمہاری یہی سزا ہے۔" پھر وہ واپس آ گیا۔



ریوالونگ پارا کا علاقہ زیادہ پھیلا ہوا نہ تھا۔ وہاں

ایک شیشے کی فیکٹری تھی ۔ وہاں مزدور کام کرتے تھے ۔ فیکٹری دن رات چلتی تھی ۔ ادھر کم ہی لوگ آتے تھے ۔ فیکٹری سے پرے شہر کو واٹر سپلائی کرنے والوں کا دفتر تھا ۔ اس سے ذرا پرے دو پھاٹے تھے ۔ شمال میں دریا کا کنارہ تھا ۔ وہاں ایک پکنگ فائر تھا چھٹی کے روز البتہ وہاں کچھ رونق ہو جاتی تھی ۔ دوسرے ایام میں وہ علاقہ سنسان اور ویران ہی رہتا تھا ۔

صفدر نے شیشے کی فیکٹری کے قریب سے گذر کر جھاڑیوں کی اوٹ میں اپنی موٹر سائیکل کھڑی کر دی ۔ اور انجن بند کرکے نیچے اتر آیا ۔ وہ جگہ کافی محفوظ تھی ۔ وہاں دور تک گھنی جھاڑیوں اور درختوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا ۔ وہاں سے وہ زیادہ دور نہ دیکھ سکتا تھا ۔ اسے سڑک بھی نظر نہ آ رہی تھی ۔ گلاس فیکٹری میں کام ہو رہا تھا ۔ کبھی کبھی اسے سڑک پر گذرتی ہوئی بس یا کسی کار کا ہارن سنائی دے جاتا تھا ۔ اس نے سوچا وہ یہاں رک کر وقت ضائع کر رہا ہے ۔ یہاں رہتے شاید وہ کچھ نہ کر سکے ۔ اسے یہاں سے نکل کر ان لوگوں کی مدد کرنا ہوگی ۔ وہ یہاں اس لئے آیا ہے ۔ اس نے چند لمحے سوچنے کے بعد وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا ۔ ابھی وہ قدم آگے بڑھانا چاہتا ہی تھا کہ اسے کوئی معمولی سی آواز سنائی دی ۔ وہ ایک دم رک گیا ۔ اور ایک بڑی سی جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا ۔ اور دھڑکتے دل کے ساتھ دوسری آہٹ کا منتظر ہو گیا ۔ مگر اسے دوسری آہٹ سنائی دی ۔۔۔

چند منٹ رکنے کے بعد وہ آگے بڑھا ۔ اسے ایک باغ کے

کھنڈر دکھائی دیتے رہے تھے۔ کبھی وہ باغ مغلیہ دور میں شاندار ہوگا۔ اور مغل شہزادیاں شام کو سیر کے لئے آیا کرتی ہوں گی۔ مگر اس وقت وہ ویران اور سنسان پڑا تھا۔ وہ آگے بڑھتا ہوا چند گھنے درختوں کے قریب آ گیا۔ درخت ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے قریب ہی تھے۔ وہ ان درختوں کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اب اسے باغ کا تمام نظارہ دکھائی دے رہا تھا۔ ابھی اسے کھڑے ہوئے زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ اسے باغ کے گیٹ میں ایک وین داخل ہوتی دکھائی دی۔۔ وہ مزید چھپ گیا۔ اور غور سے وین کو دیکھنے لگا۔ وین میں آٹھ مسلح افراد سوار تھے۔ انہوں نے چمڑے کی جیکٹیں اور تنگ موری کی پتلونیں پہن رکھی تھیں۔۔ ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ ان کے تیور بہت خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آٹھوں افراد نیچے اتر آئے۔ ان کے اترنے کے بعد ڈرائیور بھی نیچے آ گیا۔۔ اس کی جیکٹ کی جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ وہ بھی پستول رکھتا ہے۔ وہ ادھر ادھر گھومنے لگے۔۔

ان کی عقابی نگاہیں دور دور تک کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک الجھن بھری آواز میں بولا۔

”کمال ہے وہ کہاں مر گئے!۔“

”انہیں تو اب تک آ جانا چاہیئے تھا!۔“ دوسرے نے جھنجھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

”آ جائیں گے یار!۔“ تیسرا لمبے فکری سے بولا۔ ”ویسے ہمیں اس بارہ دری میں چلے جانا چاہیئے۔۔“

پھر انہوں نے ڈرائیور سے کہا "تم وین کو اس دیوار کی اوٹ میں کھڑی کر دو۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی نہ دیکھے" پہلا شخص بولا۔
"یار کوئی بات نہیں ہوتا۔ یہ جگہ ویران اور سنسان ہے اس وقت یہاں کون آئے گا۔"
"پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ وین کو اس دیوار کے پیچھے کر دیا جائے۔"
"رہنے دو۔" دوسرے شخص نے کندھے اچکا دیئے۔ "تم جاؤ۔"
پھر وہ بارہ دری کی اوٹ میں چلے گئے۔ وہاں جا کر پہلے شخص نے کہا۔
"ایک آدمی باہر کھڑا ہو کر دھیان رکھے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ فورٹی تھری بہت ہی زیادہ خطرناک آدمی ہے"
"یار میں اسے دیکھ چکا ہوں۔ اتنا زیادہ خطرناک بھی نہیں ہے۔"
صفدر حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اسے ایکسٹو سے جو احکامات ملے تھے ان کے مطابق تو ایکسٹو کے آدمیوں کو ادھر ادھر ہونا چاہئے تھا۔ ان کے علاوہ ریڈ آرگنائزیشن کے کارکن بھی یہاں ہی ہونے چاہئیں تھے مگر یہاں تو ان لوگوں کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ پھر اس نے سوچا وہ لوگ یہیں کہیں ہو گے۔ وہ اتنے بیوقوف نہیں کہ اپنا آپ آسانی سے ظاہر کر سکیں۔ اس خیال سے وہ مطمئن ہو گیا اور غور سے بارہ دری کی طرف دیکھنے لگا۔ اچانک اسے ایک کار کی آواز سنائی دی۔
صفدر نے گھوم کر دیکھا۔ ایک ٹیکسی باغ میں داخل ہو رہی تھی۔ پھر وہ تھوڑی دور جا کر رک گئی۔ پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک قوی ہیکل آدمی نکلا۔ اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا ڈبہ تھا۔

اس نے گھومتی ہوئی نگاہیں ادھر ادھر ڈالیں۔ سامنے کھڑی وین کو دیکھ کر جیسے وہ مطمئن ہو گیا۔

اس دوران میں ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کو تیزی سے گھمایا۔ اور ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی۔ اسے یوں لگا جیسے ٹیکسی ڈرائیور کسی بدروح سے ڈر کر بھاگ گیا ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور کے جانے کے بعد وہ ان کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھ کر سیٹی کی سی آواز نکالی۔ یہ خفیہ اشارہ تھا۔ جسے سن کر وہ سب بارہ دری سے باہر نکل آئے۔ اور فوراً اس کی طرف لپکے۔ ان کے انداز میں عجلت اور گھبراہٹ تھی۔ وہ قوی ہیکل کے سامنے جا کر ایکدم اٹین شن ہو گئے اور اسے بڑے ہی ادب سے سلام کیا۔ صفدر نے سوچا۔ یہ کوئی بہت اہم شخصیت ہے۔ صفدر کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اب انہیں دشمنوں کی اہم شخصیت ہاتھ آ جائے گی۔ وہ گرجدار گونجتی آواز میں بولا۔

"تم سب یہاں موجود ہو۔ ایس پی سی کہاں ہے؟"

وہ اس کی گرجدار آواز سن کر سہم سے گئے۔ قوی ہیکل ان کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لینے لگا۔ وہ سر جھکائے خاموشی سے کھڑے تھے۔ وہ پاٹدار آواز میں غرایا۔

"بولتے کیوں نہیں جواب دو!"

ایک آدمی نے گھبرائے انداز میں کنکھار کر گلا صاف کیا اور ادب سے بولا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر پر آپ کے منتظر ہیں!"

ہوں!" اس نے وین کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم اس وین

میں آئے تھے — "

"یس سر! —" اسی آدمی نے کہا۔ "چلیئے بیٹھئے —"

"ٹھیک ہے چلو! —" اسی لمحے کچھ آدمی ہونقوں کی طرح ڈھونڈتے انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ انہیں دیکھ کر رک گئے۔ ان کی نگاہوں میں تعجب تھا۔ قوی ہیکل سوچ رہا تھا کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ دوسرے آدمی اپنے اپنے پستول پر ہاتھ کی گرفت مضبوط کر چکے تھے۔ اور چوکنی نگاہوں سے ادھر دیکھ رہے تھے۔ وہ انہیں دیوانے سے دکھائی دے رہے تھے۔ مگر انہوں نے قریب پہنچتے ہی بجلی کی سی تیزی سے پستول نکال لئے۔ صفدر نے دیکھا کہ ان کے سینوں پر سرخ سرخ نشان تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ ریڈ آرگنائزیشن کے آدمی ہیں! — دوسرے لوگوں کو اتنا موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ اپنے اپنے پستول تان سکیں۔ ریڈ آرگنائزیشن کے آدمی پستول تانے کھڑے تھے۔

قوی ہیکل نے ایک نظر انہیں دیکھا۔ پھر اس نے زور زور سے ہنس کر اپنا پستول بھی بدمعاشوں کی طرف تان لیا — بدمعاش یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے قوی ہیکل کو اپنی طرف پستول تانے دیکھ رہے تھے۔ حیران ریڈ آرگنائزیشن والے بھی تھے — صفدر کو ایک شاک سا لگا۔ اور وہ خود بھی حیران رہ گیا۔ اس نے سوچا یہ کیا چکر ہے۔ مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔

اسی لمحے قوی ہیکل نے فائدہ اٹھایا اور آرگنائزیشن کے ایک آدمی کی گردن پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ وہیں لیٹ گیا۔ اب سامنے

جوریا ان ایکشن

کھڑے بدمعاش بھی سنبھل گئے۔ پستول چلنے لگے ۔ تیزی سے فائرنگ شروع ہوگئی ۔ چیخیں اور آہیں بلند ہوئیں ۔
درختوں کی اوٹ میں کھڑے ریڈ آرگنائزیشن کے آدمی ان پر فائر کر رہے تھے ۔ آدمی زخمی ہو کر گر رہے تھے۔ جنگ شروع ہو چکی تھی ۔ قوی ہیکل جھاڑیوں کے نیچے سے رینگ کر صفدر کے قریب آ گیا ۔ صفدر اس سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا ۔ اسے دیکھ کر صفدر اور اوٹ میں ہو گیا ۔ صفدر نے سوچا پتہ نہیں وہ اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے میں کیا ہے ۔ صفدر نے اس پر حملہ کرنا چاہتا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک آدمی جھاڑی کی اوٹ سے نکل کر اس کے سامنے آ گیا ۔ اسے دیکھ کر وہ جلدی سے بولا ۔
"ایس بی سی ا "
"فورٹی تھری ا " اس نے فوراً ہی کہا ۔ اور وہ اس کوڈ کے تبادلے کے بعد جیسے مطمئن ہو گئے ۔ ایس بی سی دراز قامت اور طاقتور جسم کا مالک تھا ۔ وہ کافی ہوشیار دکھائی دے رہا تھا ۔ اس نے اپنے آدمیوں کی طرف حقارت سے دیکھ کر کہا
"یہ سب ہی نکمے ہیں ۔ اس معمولی مشن کو گڑبڑ کر دیا ۔ میرے ساتھ آؤ ۔ "
وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھنا چاہتے تھے ۔ کہ نعمانی اور چوہان نقاب لگائے پستول ہاتھ میں تھامے ان کی طرف بڑھے ۔ ایک طرف سے چوہان تیزی سے لپک کر آیا ۔ اسی لمحے وہاں گولیاں پڑیں ۔ اور وہ اچھل گئے ۔ پھر صفدر بھی نقاب لگا کر وہاں آ گیا ۔

چوہان نے گرج کر کہا۔

"اب تم کہیں نہیں جا سکتے ا۔ اگر بھاگنے کی کوشش کی تو گولیوں سے جسم چھلنی ہو جائیں گے ا۔"

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگے۔ صفدر نے کہا۔

"بہت خوب ا۔"

صفدر کی آواز پر ان کی توجہ ایک لمحے کے لئے اس کی طرف ہو گئی۔ قوی ہیکل نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور پوری طاقت سے چوہان کے منہ پر پلاسٹک کا ڈبہ مارا۔ چوٹ سخت تھی۔ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا دوسری طرف دراز قامت لقمان کو گرا چکا تھا۔ قوی ہیکل اب بھاگنے لگا تھا۔ صفدر نے فائر کیا۔ مگر وہ اچھل کر دیوار کے دوسری طرف گرا۔ اب دراز قامت بھی بھاگ نکلا تھا۔

دونوں بھاگ رہے تھے۔ قوی ہیکل کا رخ وین کی طرف تھا۔ وہ نعمانی کو بے ہوش کر کے بھاگ آیا تھا۔ دراز قامت نے دیکھا کہ صفدر اس کے سر پر پہنچ گیا ہے۔ اس نے گھوم کر صفدر کے سر پر پستول کا بٹ مارا۔ صفدر کو اپنی آنکھوں کے سامنے چنگاریاں سی چھوٹتی دکھائی دیں۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر گرا۔ باغ میں فائرنگ ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی دردناک چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے باغ میں بڑی خوفناک لڑائی ہو رہی ہو۔

قوی ہیکل بھاگ کر ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کے درخت کی اوٹ میں ہوتے ہی اس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔

اس نے گھوم کر ادھر فائر کیا۔ وہ دراز قامت کو پہچان کر رک گیا۔ دراز قامت نے بھی اسے پہچان لیا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔ قوی ہیکل غصے میں بھر کر چیخا۔

"اوہ یہ کیا تماشہ ہے!——"

"ساری!——" دراز قامت نے کہا۔ اور وہ دین کی طرف دوڑنے لگے۔ دین کے لیٹ ٹائر انہیں دکھائی دے گئے۔ اور وہ تیزی کے ساتھ پارک سے باہر نکل گئے۔ وہاں دھواں پھیل گیا تھا۔ دراز قامت اور قوی ہیکل گھنی جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر ان کی دسترس سے باہر نکل گئے تھے۔ نعمانی ہوش میں آکر اس طرف بڑھ گیا تھا۔

باغ میں اب فائرنگ بند ہو گئی تھی۔ کئی لاشیں پڑی تھیں۔ ریڈ آرگنائزیشن کے کتنے ہی آدمی لقمۂ اجل بن گئے۔ ان آٹھ آدمیوں میں سے کوئی بھی نہ بچا تھا۔ ڈرائیور بھی اس جنگ میں کام آ گیا۔ ریڈ آرگنائزیشن کے جو آدمی درختوں کی اوٹ سے فائرنگ کر رہے تھے۔ وہ بچ گئے تھے۔ باقی سب ختم ہو گئے تھے۔ کافی جانی نقصان ہوا تھا۔ نعمانی ادھر ادھر دیکھ کر بولا۔

"صفدر دکھائی نہیں دیتا——"

"یہیں کہیں ہو گا——" خاور ان کے قریب آ کر بولا۔

"میں نے اسے قوی ہیکل کا تعاقب کرتے دیکھا تھا!——" نعمانی نے کہا۔

"کہاں دیکھا تھا؟——" خاور نے پوچھا۔

"اس دیوار کے پیچھے!" وہ بولا "اس کے بعد میں بیہوش ہو گیا تھا۔"

وہ دیوار کی طرف آنے لگے۔ جیسے ہی وہ دیوار کے پیچھے پہنچے۔ انہیں صفدر بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا مل گیا۔ وہ جھک کر اسے دیکھنے لگے۔ نعمانی نے کہا۔

"نبض چل رہی ہے!"

"تنفس جاری ہے!" خاور نے کہا "کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔ ابھی ہوش میں آجائے گا۔ اس کے سر پر چوٹ لگی ہے!"

"اسے اٹھا کر لے چلو!" چوہان نے کہا۔ اُسے بھی چوٹ لگی تھی مگر وہ جلد ہی ہوش میں آگیا تھا۔ خاور نے متاسف لہجے میں کہا۔

"دونوں بچ کر نکل گئے!"

"بڑے خطرناک ہیں دونوں!" نعمانی نے کہا۔

"نپٹ لیں گے ان سے بھاگ کر کہاں جائیں گے۔" چوہان نے دانت پیس کر کہا۔



سنسان اور ویران سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی

بیوک تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ تھوڑی دور بھاگنے کے بعد کار کی رفتار آہستہ آہستہ کم ہونے لگی ۔۔۔ اب اس کا رخ ایک ویران سی عمارت کی طرف تھا۔ عمارت کا چوبی مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کی بیوک گیٹ کے اندر داخل ہو گئی ۔۔ اور کمپاؤنڈ میں جا کر رک گئی۔ ڈرائیور فوراً نیچے اترا اور بڑے احترام کے ساتھ پچھلا دروازہ کھولا ۔۔ دروازہ کھلتے ہی ایک دراز قامت آدمی نیچے اترا۔ اس نے سنہری فریم کا سیاہ چشمہ لگا رکھا تھا اس کے ہر انداز سے تیزی طراری اور شان و شوکت ٹپک رہی تھی اس کی آنکھوں میں عقاب کی سی بے چینی تھی ۔۔ اس نے چشمہ اتار کر صاف کیا ۔۔ اور پھر ادھر اُدھر دیکھا۔ جیسے وہ اپنے آپ کو مطمئن کر رہا ہو۔ جب اس کا اطمینان ہو گیا۔ تو وہ دوبارہ چشمہ اپنی عقاب جیسی آنکھوں پر لگا کر آگے بڑھ گیا۔ اور عمارت کے داخلی دروازے میں داخل ہو گیا ۔۔۔ اس کے جانے کے بعد ڈرائیور شاندار قیمتی بیوک کو پورچ میں لے آیا ۔۔

دراز قامت برآمدے میں سے گذر کر کتنے ہی کمروں میں آگے چلنے لگا۔ پھر وہ ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اور مخصوص انداز میں دستک دی ۔۔ فوراً ہی دروازہ کھل گیا اور وہ جھپٹ کر اندر چلا گیا ۔۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر دیا گیا ۔۔

سامنے میز کے گرد کرسیوں پر بیس آدمی بیٹھے تھے۔ وہ سب اس کے خیر مقدم کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔۔ وہ شخص

ان کے نزدیک بہت ہی اہم تھا۔ اس شخص نے ایک کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے آنکھوں سے چشمہ اتار لیا تھا۔ اور اسے رومال سے صاف کرنے لگا۔

چشمہ صاف کرنے کے بعد اس نے پھر اپنی آنکھیں چھپالیں۔ اور غور سے سب آدمیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سب بے چینی سے پہلو بدلتے رہے۔ ان کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی سب بیٹھ گئے۔ فوراً ہی اس کے سامنے ایک ریڈ فائل رکھ دی گئی۔ چند لمحے فائیل کا معائنہ کرنے کے بعد اس نے پھر اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا۔

ھال میں سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ ان کے سانسوں کی آواز اور اوراق الٹنے کی آواز کے سوا قطعی خاموشی تھی۔ اس پُر ہول سناٹے میں وہ کچھ اضطرابی کیفیت محسوس کر رہے تھے۔ وہ دیر تک فائل پر جھکا رہا۔ بالآخر اس کی کرخت بھاری آواز فضا کی خاموشی میں گونجی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ میں نے فائل کا معائنہ کیا ہے۔ اس ریڈ فائیل کے مطابق ابھی کچھ نہیں ہوا۔ ہر قدم پر ناکامیاں میرا مقدر بنتی جارہی ہیں۔ ہم کچھ بھی نہیں کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں آج کی کاروائی بھی فضول ہو گی۔ ہمیں آج زبردست ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ہمارے کتنے ہی آدمی مر گئے۔ ہمارے آدمیوں نے ریڈ آرگنائزیشن کے آدمیوں کو ختم کر دیا ہے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ سیکرٹ سروس کا عمران بہت دلیر چالاک اور پھرتیلا آدمی

اس نے ہمارے ایک آدمی کو پکڑ لیا ہے ۔۔۔ "
" یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔" اس آدمی نے گھبرا کر کہا جس نے ریڈ فائل اس کے آگے رکھی تھی ۔
" ہاں بہت ہی برا ہوا دراز قامت نے کہا ۔ ہمیں اس آدمی کو ہر حال میں ختم کرنا ہے ۔۔۔"
ایسا ہونا ہی چاہیئے ۔۔۔ اس آدمی نے کہا ۔۔۔ اگر وہ بچ گیا تو عمران اس سے ہمارے بارے میں سب کچھ پوچھ لے گا ۔۔۔"
" کچھ آدمی بیوک لے کر فوراً جائیں ۔ " اس نے کہا ۔۔۔ عمران نے ہمارے آدمی کو رسیوں سے باندھ کر اپنی ٹو سیٹر کی پچھلی سیٹ پر لٹا رکھا ہے ۔ خیال ہے کہ وہ اسے کسی خفیہ اڈے کی طرف لے جا رہا ہے ۔۔۔ اس کا رخ سمال کی طرف ہے ۔۔۔"
اسی لمحے چار لمبے تڑنگے آدمی اٹھے اور فوراً وہاں سے باہر نکل گئے ۔ ظاہر تھا کہ اب وہ عمران سے نپٹنے جا رہے تھے ۔ ان کے جانے کے بعد دراز قامت پھر اپنے آدمیوں کی طرف دیکھا اور کہا ۔
" ہم کب تک ناکام ہوتے رہیں گے ۔ اب تک ہمیں ملک پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دینا چاہیئے تھا ۔ اس ریڈ فائل میں تباہی کا تمام پلان موجود ہے ۔۔۔ مگر ہم ابھی تک اپنے آدمیوں کو گنوانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کر سکے ۔۔۔"
اس کے چہرے پر اداسی سی پھیل گئی ۔ ایک آدمی فوراً اٹھا اور گھمبیر آواز میں بولا ۔
" آپ بے رہیں سر ۔۔۔ جلد ہی زبردست دھماکے ہوں گے ۔"

"خاک دھماکے ہوں گے!۔" اس نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔ دوسرے آدمی اسے حوصلہ دلانے لگے۔ ان کے حوصلہ دلانے سے وہ کسی قدر مطمئن ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"آخر بات کیا ہے۔ ہمارے سب ہی لوگ ناکام ہو گئے ہیں۔" ایک آدمی پُرجوش انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور سنجیدگی سے بولا۔

"صاحب! — یہ ملک پاکستان ہے۔ یہاں لوگ ایک دوسرے سے پورا پورا تعاون کرتے ہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح ان کے تعاون کو توڑا جائے۔ مگر یہ تعاون نہ ٹوٹ سکا۔ یوں لگتا ہے جیسے اس ملک کی قوم زندہ رہنے کا فن جانتی ہے! — "

"اور تم مرنے کا فن جانتے ہو!۔" یہ کہہ کر دراز قامت نے پستول نکال لیا۔ اور دانت پیس کر بولا "تم ان لوگوں کی تعریف کر رہے ہو۔ جنہیں ہم ختم کرنے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم لوگ انہیں الجھن میں ڈال کر ان پر حکمرانی کریں۔ اور تم ان کی تعریف کر رہے ہو۔ "

"میرا یہ مقصد نہیں تھا سر! — " اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے خوف و ہراس جھلکنے لگا تھا" آپ میری باتوں کا غلط مطلب لے گئے ہیں! — "

"اوہ — ویل تو میں غلط آدمی ہوں!۔" وہ غصے میں بھر کر بولا۔

"پھر تمہارا غلط آدمی کے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں! — " یہ کہہ کر اس نے اس کے دل کا نشانہ لیا اور ٹرائیگر دبا دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح بے جان ہو کر نیچے گرا۔

اس کے جسم سے گرم گرم خون ابل رہا تھا۔ اپنے ساتھی کا یہ انجام دیکھ کر سب ہی کانپ سے گئے۔ مگر کسی نے کچھ نہ کہا۔ پھر وہ سب کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم سب نکمے آدمی ہو۔ میں اپنے ملک سے کہوں گا کہ مجھے بہادر نڈر اور جرأت مند آدمی دیں۔" یہ کہہ کر وہ کھڑا ہوا۔ اور باہر نکل گیا۔



عمران اپنی ڈوسیٹر کو اڑائے چلا جا رہا تھا۔
اچانک اسے بیک مرر میں سیاہ رنگ کی ایک ہوک دکھائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ یار لوگ تعاقب کے لئے تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے ڈوسیٹر کی رفتار اور بڑھا دی۔ عمران نے ان کے ایک آدمی کو باندھ کر پچھلی سیٹ پر پھینک رکھا تھا۔ اچانک اسے پچھلی سیٹ پر سے جدوجہد کی آوازیں سنائی دیں۔

اس نے ایک لمحے کے لئے گھوم کر دیکھا۔ بندھا ہوا شخص اپنے آپ کو چھڑانے کی ناکام جدوجہد کر رہا تھا۔ وہ ہوش میں آ چکا تھا۔ عمران کرخت لہجے میں بولا۔

"اس اوٹ پٹانگ حرکت کو بند کرو تم آزاد نہیں ہو سکو گے۔"

لہجے کی سرد ی اور کرختگی سے وہ کانپ کر رہ گیا۔

اس نے بہت کوشش کی تھی کہ رسیوں سے آزاد ہو سکے۔ مگر آزاد ہونا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ رسیاں گو اس کے جسم میں کبھی اڑی نہ تھیں۔ تاہم ماہرانہ انداز میں بندھی ہوئی تھیں۔ جو اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ سرکی تھیں۔ اس نے دوبارہ جد و جہد کی مگر ناکام رہا۔ پھر اس نے تنگ آ کر حالات کے دھارے پر بہنے کے لئے چھوڑ دیا۔

عمران ٹوسیٹر کو تیزی سے بھگائے لئے جا رہا تھا۔ یکایک سیاہ بیوک بہت ہی تیز رفتاری کے ساتھ ٹوسیٹر کے قریب سے گزری۔ ایک ہاتھ کھڑکی سے باہر نکلا اور ایک دھوئیں کا بم سڑک پر گرا۔ بم کے گرتے ہی سڑک پر دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ عمران نے ٹوسیٹر کو زور سے بریک لگائے۔ بریک اتنی زور سے لگے تھے کہ پچھلی سیٹ پر پڑا ہوا آدمی نیچے گرا۔ وہ سخت گھبرا گیا تھا۔

عمران نے دیکھا سڑک پر دھوئیں کے بادل پھیلے ہوئے ہیں آگے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس نے سوچا ٹوسیٹر کو آگے لے جانا موت کو دعوت دینا ہوگا۔ اس لئے وہ گاڑی روک کر دھواں صاف ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ مگر دھواں اتنی جلدی ختم نہ ہو سکتا تھا۔

اچانک دھوئیں میں سے گولیوں کی باڑھ آئی۔ فائر اسٹین گن سے کئے گئے تھے۔ عمران اسٹیرنگ سے نیچے گر گیا۔ پچھلی سیٹ والا آدمی پہلے ہی نیچے پڑا تھا۔ اس لئے کوئی نقصان نہ ہوا۔ کار کی ونڈ اسکرین تباہ ہو گئی۔ عمران موقع پا کر نیچے اتر گیا۔ اور

دھوئیں سے فائدہ اٹھا کر سڑک کے کنارے کنارے آگے بڑھنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ ٹوسیٹر غلط جگہ کھڑی ہے۔ اسے بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اب وہ ٹوسیٹر کی طرف سے لاپرواہ ہو کر بیوک کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔

اس لئے وہ دھوئیں کے بادلوں کے پیچھے کھڑی ہوئی بیوک کی طرف چلا۔ وہ جلد ہی بیوک کے سامنے پہنچ گیا۔ مگر وہ ایک درخت کی اوٹ میں تھا۔ اس نے وہاں سے اپنے پستول سے بیوک کی طرف فائر کیا۔ مگر اس کے فائر کا جواب آیا۔ وہ حیران رہ گیا۔ اور سوچنے لگا۔ وہ لوگ کہاں چلے گئے۔ وہ فائر کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ اچانک اس کے دماغ میں روشنی کا جھپاکہ سا ہوا۔ اور وہ تیزی سے بھاگ کر بیوک کی طرف گیا۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔ بیوک میں کوئی بھی نہ تھا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ اب اس کی ٹوسیٹر کو اُڑا دیا جائے گا۔ اس سے کتنی زبردست بھول ہوئی تھی کہ وہ ٹوسیٹر کو چھوڑ کر آگیا تھا۔ اب وہ آدمی عمران کو کچھ بتانے کے لئے زندہ نہ بچے گا۔ عمران کسی دھماکے کا منتظر تھا۔ پھر وہ تیزی سے اپنی ٹوسیٹر کی طرف بھاگا اور ٹوسیٹر کے قریب پہنچ گیا۔ وہ ٹوسیٹر کے انجن میں بم رکھ چکے تھے۔ جیسے ہی عمران ٹوسیٹر کے قریب پہنچا بم پھٹ گیا۔

ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ کار بھک سے اڑ گئی اور پھر دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ وہ یہ دیکھ کر مطمئن ہو گئے کہ کار تباہ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ عمران بھی ختم

ہوگیا ہوگا۔ وہ بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنی دانست میں آدمی ہی ختم کر دیا تھا جو ان کی راہ میں حائل ہوسکتا تھا مگر تھوڑی دیر کے بعد ہی عمران انہیں نظر آگیا اور وہ مایوس ہو گئے
پھر وہ لوگ اپنی بیوک کی طرف آئے اور اس میں بھی بم رکھ دیا۔ اور خود چٹانوں کی طرف چلے گئے۔ وہ جانتے تھے کہ عمران دوبارہ ادھر آئے گا۔۔۔ اور اب شاید بچ کر نہ جا سکے۔ اور واقعی عمران ہاتھ میں پستول تھامے پھر بیوک کی طرف آگیا
وہ بیوک کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ ابھی وہ بیوک کے قریب پہنچ بھی نہ پایا تھا کہ بیوک کی پٹرول کی ٹنکی پھٹ گئی۔ زبردست دھماکہ ہوا۔ عمران گھبرا کر غوطہ کھا گیا۔۔۔ دونوں مرتبہ اسے خفت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔۔
وہ لوگ اُسے ڈاج دے گئے تھے۔ اور عمران جیسا شاطر ان کے جھکے میں آگیا تھا۔ وہ تو قسمت اچھی تھی کہ بچ گیا۔۔۔ دھوئیں اور آگ کے بادل اوپر اٹھنے لگے۔ شعلوں کا ناچ شروع ہوگیا۔ عمران اپنی اس ناکامی پر اب جھلا گیا تھا۔ وہ انہیں ڈھونڈ رہا تھا کہ وہ کہاں چھپے گئے۔ ان کی گاڑی تباہ ہوگئی تھی۔ اس کی ٹوسیٹر بھی جل گئی تھی۔۔
اب اس کے پاس کوئی گاڑی نہ تھی جس کے ذریعے وہ واپس جا سکتا۔ دونوں مرتبہ گرفتار شدہ آدمی اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اس نے سوچا اس مرتبہ دشمن بہت چالاک اور عیار ہے۔ اس کے ساتھ عیاری کے ساتھ چلنا پڑے گا۔ یہ

سوچ کر وہ ایک طرف کو چل دیا ۔ اب اسے کافی دور پیدل چلنا پڑیگا۔ اس سے آج زبردست غلطیاں ہو رہی تھیں۔ اس کے آدمی کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکے تھے۔ وہ خود بھی ریلوا لونگ بار کے علاقے میں اس وقت موجود تھا۔ جب ریڈ آرگنائزیشن کے آدمیوں نے تخریب کاروں پر قابو پا لیا تھا۔ ان لوگوں نے خوب کام دکھایا تھا۔ حالانکہ خاور، نعمانی، چوہان اور صفدر وغیرہ اس کی ٹیم کے آدمی کچھ بھی نہ کر سکے تھے۔ اگر عمران خود ان کی دین کے ٹائر نہ پھاڑتا تو شاید وہ بھاگ نکلتے۔ اسے ان کے ایک آدمی کو اغوا کرنے کا موقعہ مل گیا تھا۔ مگر وہ لوگ منظم تھے۔ انہوں نے راستے ہی میں اپنے آدمی کو ختم کر دیا تھا۔ اور وہ خود بھی بال بال بچا تھا۔ اب اسے سوچ سمجھ کر ان کے خلاف قدم اٹھانا پڑیگا۔ ابھی تو وہ پیدل قدم اٹھا رہا تھا۔ اور اپنی بیوقوفی پر ہنستا جا رہا تھا۔ جب ہنسی ذرا تھمی تو اس نے سامنے دیکھا۔ ایک سوزوکی کیبر ٹرآ رہی تھی۔ اس نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور کوئی شریف آدمی تھا۔ اس نے سوزوکی روک لی۔ پھر اس سے پوچھا۔" کیا بات ہے بھائی!"

"بات کیا ہونی بھائی لفٹ چاہیئے!" اس اسے غور سے دیکھ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔



ہوٹلوں اور سینما گھروں میں بم رکھنے کے کئی واقعات ہو چکے تھے۔ اور اس سلسلے میں اچھا خاصا مالی اور جانی نقصان ہوا تھا۔ لوگوں نے ایک دوسرے کے ساتھ پورا تعاون کیا تھا۔ مگر پھر بھی تخریب کار نقصان کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس سے پولیس سخت گھبرا گئی تھی۔ اور اسے سخت سست کہا جا رہا تھا۔ پولیس کے آفیسر برا بھلا سن کر اکتائے اکتائے سے دکھائی دے رہے تھے۔ سیکرٹ سروس کے کارکن بھی پریشان تھے۔ وہ بھی اب تک تخریب کاروں کو ختم نہ کر سکے تھے۔ اخباروں نے شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ اخباروں کے ریمارکس انہیں اور زیادہ بوکھلائے دے رہے تھے۔

کیپٹن فیاض پریشان سا اپنے آفس میں ٹہل رہا تھا۔ یکایک فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے گھبرا کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ایک اضطراری کیفیت کے ساتھ ریسیور اٹھا لیا — وہ بولا —

"ہیلو کیپٹن اسپیکنگ" — اس کی آواز مردہ سی تھی۔

دوسری طرف سے رحمان صاحب کی سنجیدہ اور گھمبیر آواز سنائی دی۔

"ہیلو" — "وہ اکیڈم الرٹ ہو گیا"

"کہیے سر کیا حکم ہے —" وہ ادب سے بولا۔
"شاہکار بلڈنگ کے بارے میں جانتے ہو —" رحمان صاحب نے پوچھا۔
"اس بلڈنگ کے بارے میں کیا جانتا ہو گا سر —"
"غور سے سنو —" رحمان صاحب نے بھاری آواز میں کہا۔ "تم اس بلڈنگ کی تیسری منزل میں جاؤ۔ وہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ پروفیسر اختر نے ٹیلیفون کیا تھا۔ وہ سخت پریشان ہیں۔ تم وہاں جا کر تفتیش کرو۔ تفتیش کے دوران کوئی سستی نہ ہو —"
"او کے سر —" وہ مؤدب بولا۔ "میں ابھی چلا جاتا ہوں۔"
دوسری طرف سے فوراً ہی سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ اس کے بعد فیاض نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے دوبارہ چونگا اٹھایا۔ اور فنگر پرنٹس عملے کو فون کیا۔ پھر ڈاکٹر کو آنے کے لئے کہا۔ اس نے فوٹو گرافر کو بھی فون کیا۔ پھر وہ خود تیار ہو کر باہر آ گیا۔
باہر تمام ماہرینِ فن موجود تھے۔ وہ ایک پولیس وین میں بیٹھ کر شاہکار بلڈنگ کی طرف چل دیئے۔
شاہکار بلڈنگ کے آس پاس کا علاقہ خوبصورت بلڈنگوں پر مشتمل تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہاں مالدار لوگ ہی رہتے تھے۔ اور آج کل مالدار لوگ ہی معزز کہلانے کے حقدار سمجھے جاتے تھے۔ شاہکار بلڈنگ بھی ایک خوبصورت بلڈنگ تھی۔ اس کی تیسری منزل میں قتل کی واردات ہوئی تھی۔ پروفیسر اختر ایک معزز آدمی تھے۔ ان کے کہنے پر ہی یہ تفتیش شروع ہوئی تھی۔ ورنہ اتنی جلدی محکمانہ کارروائی ممکن نہ تھی —

کیپٹن فیاض اپنے عملے کے ساتھ بلڈنگ کے سامنے اترا۔ اور بلڈنگ میں پروفیسر اختر کے کمرے کا نمبر تلاش کرنے لگا۔ جب اس نے نمبر تلاش کر لیا۔ تو وہ لفٹ تلاش کرنے لگا۔ مگر وہاں کوئی لفٹ نہ تھی۔ وہ حیران رہ گیا کہ اتنی شاندار بلڈنگ اور لفٹ نہیں ہے۔ بہرحال طوعاً کرہاً انہیں سیڑھیوں کے ذریعے تھرڈ فلور پر جانا پڑا۔ سامنے ہی پروفیسر اختر کا فلیٹ تھا۔ اس نے دروازے پہ پہنچ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا۔ اور دروازہ کھولنے والی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی۔ پولیس کو دیکھ کر وہ الٹے پاؤں بھاگ گئی۔ کیپٹن فیاض اس کی اس حرکت پر حیران رہ گیا ابھی اس کی حیرت کم ہی ہوئی تھی کہ پروفیسر اختر بہ نفسِ نفیس خود ہی دروازے پہ آ گیا۔ وہ شکل و صورت سے ایک معزز آدمی لگ رہا تھا۔ اس نے کیپٹن فیاض کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا

"ٹھیک ہے آپ لوگ اندر تشریف لے آئیں۔۔۔"

یہ کہہ کر دروازے سے ہٹ کر آگے آگے چلنے لگا۔ کیپٹن فیاض نے کہا

"رحمان صاحب نے ہمیں یہاں بھیجا ہے۔۔۔"

"ہاں میں نے ہی انہیں فون کیا تھا۔۔" پروفیسر نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "آپ لوگوں کی مہربانی ہے۔ جو اتنی جلدی یہاں پہنچ گئے۔ وہ میرا ملازم تھا۔ جانے اسے کیوں قتل کر دیا گیا۔ میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ اس کی لاش ایک کمرے میں پڑی ہے۔ میں نے وہاں کسی کو جانے نہیں دیا۔ کیونکہ پولیس کے تفتیش کرنے کا اپنا مخصوص انداز ہوتا ہے۔ لوگوں کے آنے جانے سے بیشتر نشانات مٹ جاتے ہیں۔

اس لئے وہاں کوئی نہیں گیا — "

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا — " کیپٹن فیاض نے کہا: " وہ کمرہ کہاں ہے — "

پروفیسر نے رک کر سامنے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا۔

" وہ کمرہ ہے جہاں میرے بدنصیب نوکر کی لاش پڑی ہے — "

"کیا وہ اسی کا کمرہ تھا — "

" نہیں ہم اسے کچن کے طور پر استعمال کرتے ہیں — " پروفیسر نے کہا " ویسے وہ اس کمرے میں کبھی کبھی سویا کرتا تھا۔

" ہوں — " یہ کہہ کر کیپٹن فیاض کچن میں داخل ہوا۔ بدنصیب نوکر کی لاش اوندھی پڑی تھی — خون جمع تھا۔ اس کی گردن کے ساتھ سے خون بہا تھا۔ اس کی موت کافی اذیت ناک ہوئی ہوگی۔ تڑپنے کے آثار موجود تھے۔ لاش کو ایک نظر دیکھنے کے بعد کیپٹن فیاض کی نگاہ سامنے گئی — سلاخوں والی کھڑکی اکھڑی ہوئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر وہاں کا معائنہ کیا۔ کھڑکی کے قریب کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں بیٹھ کر کوئی اس مضبوط کھڑکی کو اکھاڑ سکتا — ،

اس کے چہرے پر حیرت پھیل گئی۔ وہ بڑبڑایا —

" آخر اس لوہے والی کھڑکی کو کیسے اکھاڑا گیا۔ کوئی سیڑھی بھی نہ تھی — کوئی پائپ بھی نزدیک نہ تھا۔ وہ تیسری منزل پر موجود تھے۔ اتنی اونچائی پر آ کر آخر کس طرح کھڑکی کو اکھاڑا گیا۔ اس کے عملے کے آدمی قریب کھڑے اس کے حکم کے منتظر تھے۔ مگر وہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ قریب ہی پروفیسر اختر بھی کھڑا تھا — کیپٹن فیاض

نے اپنے عملے کی طرف دیکھ کر کہا۔
"اپنا اپنا کام شروع کیجئے!"
اس کا حکم سن کر فوٹو گرافر تصویریں اتارنے لگا۔ ڈاکٹر لاش کا معائنہ کرنے لگا۔ اور فنگر ایکسپرٹ بھی ایسے مقامات کا معائنہ کرنے لگا۔ جہاں جہاں انگلیوں کے نشانات ملنے کے امکان موجود تھے۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھے۔ اور کیپٹن خیام نے وہ موٹی نائلن کی ڈوری دیکھ لی تھی۔ جو کھڑکی سے نیچے جا رہی تھی۔ وہ حیران تھا کہ کیا اس ڈوری کے ذریعے اوپر آ کر کھڑکی کو توڑا جا سکتا ہے!"



وہ لٹکتی ہوئی ڈوری کو دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا وہ شخص کتنا تجربہ کار ہوگا جو اس ڈوری کے ذریعے اوپر آیا ہوگا۔ اور کھڑکی کو اکھاڑ کر قتل جیسا مہلک کام کر کے گیا ہوگا۔ اس کی سنگدلی، شقاوت قلبی اور بے رحمی میں کوئی شک و شبہ نہ رہا تھا۔ وہ غور کرتا جا رہا تھا۔ مگر اسے کسی طرح یقین نہ ہوتا تھا کہ کوئی شخص اس ڈوری کے ذریعے پہنچ سکتا ہے۔
پھر اچانک اس کے دماغ میں روشنی سی ہوئی اور وہ

سمجھ گیا۔ کہ یہ سب کچھ انہیں دھوکہ دینے کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ آیا اور غور سے دروازے کا معائنہ کرنے لگا۔ اُسے یقین ہوگیا۔ کہ وہ شخص جوکہ قاتل ہے۔ دروازے سے باہر گیا ہے آہستہ آہستہ اس کا یہ یقین پختہ ہوگیا۔ کیپٹن فیاض اس یقین کو دماغ میں جگہ دے کر اپنے عملے کے لوگوں کو کام کرتے ہوئے دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر میں وہ لوگ فارغ ہوگئے۔ فوٹوگرافر مقتول کے کئی فوٹو لے چکا تھا۔ اب وہ لوگ کھڑے کیپٹن فیاض کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیپٹن فیاض اور اس کے دوسرے ساتھی ادھر اُدھر پھرتے ہوئے کسی اہم سراغ کی تلاش کر رہے تھے۔ یکایک ایک آدمی چلایا۔

"یہ کیا ہے سر ا —"

وہ اس چیز کو اٹھا کر کیپٹن فیاض کے پاس لے آیا۔ کیپٹن فیاض نے اس کے ہاتھ سے لے کر اس چیز کو دیکھا — وہ سرخ کینوس کا عجیب سا ٹکڑا تھا۔ وہ اسے الٹ پلٹ کر حیرت اور تجسس سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے قریب کھڑے پروفیسر اختر کو وہ ٹکڑا دکھایا۔

"کیا آپ بتا سکتے ہیں یہ کیا چیز ہے۔"

اس نے وہ ٹکڑا اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور غور سے دیکھ کر بولا

"میں نے اس کمرے میں اس سے پیشتر یہ ٹکڑا نہیں دیکھا۔"

"تو اس کا مطلب ہے ا —" کیپٹن فیاض اسے گھور کر بولا۔

"یہ آپ کا نہیں ہے ا —"

"بالکل یہ میرا نہیں ہے ا —" وہ ذرا رک کر بولا — "پھر بھی میں

یا بیٹی نادرہ سے پوچھ لیتا ہوں۔ یہ کیا چیز ہے۔ ممکن ہے یہ اس کے کام کی کوئی چیز ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" کیپٹن فیاض نے ٹکڑے کو غور سے دیکھ کر کہا۔ وہ حیران تھا کہ آخر یہ کیا چیز ہے۔ اور اس کی موجودگی اس بارے میں کیا ظاہر کرتی ہے۔ شاید یہ کوئی اہم سراغ ہے مگر ابھی کیا کہا جا سکتا ہے!۔

پروفیسر نے اپنی بیٹی نادرہ کو آواز دی۔

"بیٹی نادرہ یہاں آؤ کیپٹن تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں!۔"

"ابھی آئی ڈیڈی۔" اس کی آواز صاف اور واضح تھی۔ وہ شاید دوسرے کمرے میں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آ گئی۔ کیپٹن فیاض نے وہ ٹکڑا اس کے سامنے کر کے کہا۔

"آپ اس کے بارے میں کیا جانتی ہیں!۔"

اس نے کیتوس کے ٹکڑے کو غور سے دیکھ کر کہا۔ "یہ میں نے پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔"

"کمال ہے پھر یہ یہاں کہاں سے آ گیا؟" فیاض بڑبڑایا۔

"بیٹی کیا یہ تمہارا نہیں ہے؟" پروفیسر نے اس سے پوچھا۔

"یہ میرا نہیں ہے ڈیڈی!۔"

پروفیسر اختر سوچ کر بولا۔ "ممکن ہے قاتل ہی کا ہو!۔"

اب پروفیسر کا رخ کیپٹن فیاض کی طرف تھا۔ وہ سوچ رہا تھا آخر یہ ہے کیا۔ اس نے پروفیسر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس وقت غور و فکر میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کے عملے کے ایک آدمی نے کینوس

سا ٹکڑا اس کے ہاتھ سے لے لیا ۔۔ اور غور سے اس کا معائنہ کرنے لگا ۔ آخر کار وہ ایک چھوٹا سا کلپ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا اس کے چہرے پر بشاشت پھیل گئی ۔ آنکھوں میں کامیابی کی چمک آگئی ۔ کیپٹن فیاض اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھ رہا تھا وہ فوراً سمجھ گیا ۔ کہ اس کا آدمی اس ٹکڑے کی ماہیت جان گیا ہے وہ جلدی سے بولا " معلوم ہوتا ہے کہ تم نے جان لیا ہے یہ کیا چیز "بس سر ا ۔۔" اس نے یہ کہہ کر وہ کلپ تھوڑا سا نیچے سرکا دیا اب اس ٹکڑے میں ایک بڑا سا خانہ مل گیا تھا ۔۔ اس نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا ۔۔ وہ خالی تھا ۔۔ وہ مایوسی سے بولا ۔

" خالی ہے سر ا ۔۔۔ "

" مگر یہ ہے کیا چیز ؟ ۔۔۔ کیپٹن فیاض نے جھلا کر پوچھا ۔۔

" سر یہ ایک چھوٹی سی کارتوس رکھنے کے کام آتا ہے ا ۔۔" وہ بولا " کارتوس اس میں موجود نہیں ہے ۔ شاید وہ شخص کارتوس نکالنے کے بعد اسے یہاں پھینک گیا ہے ا ۔۔ "

" ہوں ا ۔" اسے سنبھال کر رکھو ا ۔۔" فیاض نے حکم دیا " شاید اس کی ضرورت پڑ جائے ۔۔ "

پھر اس نے پروفیسر اختر کی طرف دیکھ کر کہا ۔۔

" میں ذرا اوپر جانا چاہتا ہوں ا ۔۔ "

" ٹھیک ہے میں اس کا انتظام کئے دیتا ہوں ا ۔۔ "

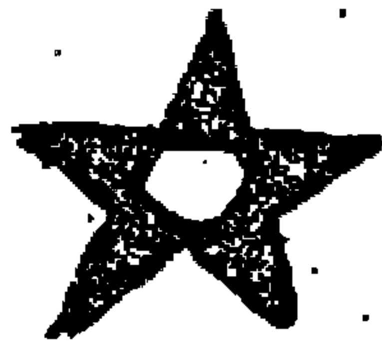
اس نے اپنے ایک ملازم کو بلایا اور کہا ۔

" ان صاحب کو اوپر لے جاؤ ا ۔۔ "

وہ ملازم کی رہنمائی میں اوپر پہنچ گئے — وہاں جا کر کیپٹن فیاض پھر کھڑکی کا معائنہ کرنے لگا۔ مگر وہ کوئی بھی اندازہ نہ لگا سکا۔ بس اسے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ جو کوئی بھی یہاں آیا ہے۔ وہ کوئی غیر معمولی طاقت کا آدمی ہے۔ اس کے اعصاب بہت مضبوط ہیں — اور وہ کافی حد تک خطرناک ہے — وہ پولیس کو چکر میں ڈال گیا ہے۔ اور واقعی کیپٹن فیاض اس وقت چکر میں ہی تھا — اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا رپورٹ تیار کرے۔ آخر کار اس نے سوچا کہ یہ کام بھی کسی تخریب کار ہی کا ہے۔ پھر اس نے وہاں کے کتنے ہی فوٹو اتارنے کے لئے کہا۔ فوٹو گرافر نے فوٹو اتار لئے۔

پھر وہ نیچے کمرے میں آ گئے۔ وہاں بھی فوٹو گرافر نے دوبارہ کتنے ہی فوٹو اتارے۔ اور اس نے پروفیسر سے کہا "آپ لوگوں نے رات کوئی شور وغیرہ سنا تھا۔"

"سنا تو تھا جناب!" مگر ہم کسی کے معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاتے۔"



دونوں ایک دوسرے سے نظریں ملائے کھڑے رہے۔ پھر چند لمحوں کے بعد کیپٹن فیاض نے کہا۔

"آپ لوگ شور سننے کے بعد بھی کمرے سے باہر نہ نکلے!"
"میں نے مناسب نہیں سمجھا!"۔ پروفیسر نے کندھے اچکا کر بے نیازانہ اور لاپرواہی سے کہا۔
اس کے اس جواب سے کیپٹن فیاض مرجھا سا گیا۔ پھر اس نے مزید پوچھ تاچھ نہ کی اور کہا۔
"اب میں چلتا ہوں پروفیسر!"
"چائے تو پیتے جائیے!" پروفیسر نے اخلاقاً کہا۔
"نہیں شکریہ!" یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھ اس کے عملے کے آدمی بھی باہر نکل گئے۔ اب اسے عمران سے ملنا تھا۔ عمران ہی اس کی اس مشکل کو حل کر سکتا تھا۔ گو عمران اسے تنگ بہت کرتا تھا۔ مگر اس کے کام بھی آتا تھا۔ یہ سوچ کر وہ اپنے عملے کے آدمیوں سے الگ ہو کر عمران کے ہاں پہنچ گیا۔
عمران ایوا لونگ یار کے علاقے سے کافی جلا کر اپنے فلیٹ پہنچا تھا اس نے لاشیں وہاں سے ہٹوا دی تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے لئے دوسری ٹو سیٹر خرید لی تھی۔ تخریب کاروں کی لاشوں سے اسے کچھ کار آمد چیزیں ملی تھیں۔ ایک چھوٹی سی سیاہ ملی تھی۔ جس میں ان کے تخریبی پروگرام درج تھے۔ عمران اپنے کمرے میں گھسا اس ٹک کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کہ فیاض اس کے سر پر جا پہنچا۔ اس نے فوراً وہ ٹک جیب میں ڈال لی۔ اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
"یہ کیا چوروں کی طرح کمرے میں گھس آئے!"
"سلیمان نے بھیجا ہے مجھے!" کیپٹن فیاض نے مسکرا کر کہا۔

"سلیمان بہت لاپرواہ ہوگیا ہے" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "میں اس کی تنخواہ کم کر دوں گا۔ اور تمہاری شکایت بھی کروں گا۔ تم خود بھی غیر ذمے دار ہو گئے ہو۔ سمجھے سوپر فیاض۔"

"پھر فضول باتیں شروع کر دیں!" وہ جھلا کر بولا۔ "میں تم سے کچھ مشورہ کرنے آیا ہوں!"

"مشورہ کسی سنیاسی سے کیجئے!"

"مجھے دوا کی ضرورت نہیں ہے!" وہ گھبرا کر بولا۔

"دعا کی ضرورت ہے!" عمران بولا۔ "تو پھر کسی پیر فقیر کے پاس جائیے!"

"مذاق چھوڑو عمران!" وہ چیخ کر بولا۔ "خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔"

"خدا کی پناہ!" عمران اسے حیرت سے دیکھ کر بولا۔ "تم میرے گھر میں اس طرح چیخ رہے ہو۔ میں تمہیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا!"

"اُف ---" کیپٹن فیاض سر پکڑ کر سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر غمگین آواز میں بولا۔ "میں اس وقت سخت پریشان ہوں! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ لوگ پولیس سے بدظن ہونے لگے ہیں۔ اخبار والے ہمارے خلاف کالم کے کالم سیاہ کر رہے ہیں!"

"تم لوگ اسی لائق ہو!"

کیپٹن فیاض نے اسے غصے سے گھورا

"وہ تم لوگوں کو بھی معاف نہیں کر رہے ہیں!"

"ہم خود ہی جواب دے لیں گے --- تم ہمارے غم میں دبلے نہ ہو!" عمران نے بے فکری اور لاپرواہی سے کہا۔

"بکواس مت کرو۔" کیپٹن فیاض طیش میں آگیا۔ "میں تم سے کچھ ضروری باتیں کر کے ہی جاؤں گا۔ اور اب خدا کے لئے سنجیدگی اختیار کر لو۔ تاکہ تم سے کوئی کام کی بات کی جا سکے۔"

"تو اب تک تم بیکار کی باتیں کر رہے تھے۔"

"اوہ خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔" کیپٹن فیاض زور سے چیخا۔

اور عمران نے احمقوں کی طرح کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ پھر وہ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیپٹن فیاض نے ایک گہرا سانس لیا۔ اور اٹھ کر اس کے ہاتھ کانوں پر سے ہٹا دیئے۔ اور اسے لا کر اپنے سامنے کرسی پر بٹھا لیا۔

"اب ٹھیک ہے۔"

"کیا ٹھیک ہے پیارے سوپر فیاض۔" عمران احمقوں کی طرح بولا۔ "اور یہ تم میرے ساتھ کیا چکر چلا رہے ہو۔"

"کوئی چکر نہیں ہے۔" کیپٹن فیاض نے لب بھینچ کر کہا۔ "اور اگر تم سنجیدہ نہ ہوئے تو میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔" اس کی یہ بات سن کر عمران ایکدم سنجیدہ ہو گیا۔ اب اس کے چہرے سے حماقتیں غائب ہو گئی تھیں۔ اور وہ ایک سنجیدہ جوان دکھائی دے رہا تھا۔

اس کی صورت دیکھ کر کیپٹن فیاض مطمئن ہو گیا۔ پھر اس نے کہا۔

"تخریب کاروں کے متعلق ہم ابھی تک اندھیرے میں ہیں۔"

"تو پھر مجھے بھی اندھیرے میں ہی سمجھو۔"

"نہیں تم کچھ نہ کچھ روشنی میں ہو۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"تم تخریب کاروں کے متعلق کافی کچھ جان گئے ہو گے۔"

"ممکن ہے تمہارا کہنا ٹھیک ہو۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "مگر میں اپنے آپ کو اندھیرے میں ہی سمجھتا ہوں!"

"میں تم سے تخریب کاروں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کرنے آیا تھا۔" کیپٹن فیاض حقارت سے بولا۔ "ان لوگوں نے کافی تباہی مچانی شروع کر دی ہے!"

"مجھے بھی ان غیر ملکی جاسوسوں اور تخریب کاروں سے سخت نفرت ہے!" عمران نے شعلہ بار آواز کہا۔ "میں انہیں تباہ کر کے رکھ دوں گا!"

"فی الحال تو میں تباہ ہو رہا ہوں میرے بھائی میری کچھ مدد کرو۔" کیپٹن فیاض نے اسے پُر امید نگاہوں سے دیکھ کر بولا۔

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں!" عمران نے اُسے غور سے دیکھ کر کہا۔

"کچھ سراغ مہیا کرو۔" فیاض بولا۔ "پھر میں انہیں دیکھ لونگا۔ میں اپنے ملک کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ میں اپنے ملک سے سچی محبت رکھتا ہوں۔ اگر تم مجھے کچھ مفید معلومات باتیں بتاؤ تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں! جو ہیلی کاپٹر گرایا گیا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر ہمارے ملک کی جاسوسی کر رہا تھا۔

اپنی اس بات کا ردِ عمل عمران کے چہرے پر وہ تلاش کرنے لگا مگر وہاں بدستور سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ جیسے یہ انکشاف عمران کے لئے کوئی وقعت نہ رکھتا تھا!۔ اس بات سے کیپٹن فیاض پریشان ہو گیا۔

وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران بہت کچھ جانتا ہے! — مگر بتا نہیں رہا۔ لیکن وہ اس سے پوچھ کر رہے گا — اس نے کہا۔

"تم میری بات پر چونکے نہیں! — "

"یہ بات میں پہلے ہی جانتا ہوں! — "

"تو پھر تم بہت کچھ جانتے ہو! — "

"ہاں جانتا ہوں! —" عمران بولا۔ "بلیک زیرو نے فریکوئنسی سیٹ کر کے سب کچھ معلوم کر لیا تھا۔ شاہکار بلڈنگ اور اس کے خطرناک آدمی کے بارے میں بھی میں جانتا ہوں۔ وہ آدمی بہت طاقتور اور نڈر ہے۔ وہ ذہین بھی بہت ہے۔ اسی فریکوئنسی کی وجہ سے میں تخریب کاروں تک پہنچا تھا۔ مگر افسوس ہم ہر مرحلے پر ان کی لاشوں کے سوا کچھ نہ پا سکے۔ یہ غیر ملکی جاسوس اور تخریب کار ہمارے ملک کو ختم کرنے کے لئے ایک تباہ کن منصوبہ مکمل کر چکے ہیں۔ اور جس پر وہ جلد ہی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ کاش! میں ان کے اس منصوبے سے مکمل طور پر آگاہ ہو سکوں! پھر میں انہیں کچل کر رکھ دوں گا۔ ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اس خطرناک قوی ہیکل کو میں بھون کر رکھ دوں گا۔ اس نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے! — "

کیپٹن خیاض نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر پوچھا —

"کیا اس کے متعلق کچھ جانتے ہو! — "

"نہیں لیکن اسے میں لڑتے ہوئے دیکھ چکا ہوں! —" عمران نے غصے سے کہا۔ "وہ ہمارے آدمیوں کے بیچ سے بھوت کی

طرح غائب ہوگیا۔ اس کے علاوہ اس کا ایک اور ساتھی بھی ہے۔ وہ دراز قامت ہے۔ وہ بھی بالکل اسی کی طرح کا ہے۔ دونوں نے مل کر ہمارے ملک میں اودھم مچا رکھا ہے۔ وہ ہمارے پر امن ملک میں خون اور آگ کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا۔ جب تک اپنے وطن کو ان کے ناپاک وجود سے پاک نہ کر لوں گا۔ میرا خیال ہے۔ ہم ان کے نصف کے قریب آدمی ختم بھی کر چکے ہیں!"

کیپٹن فیاض اس کی بات سن کر زور سے اچھلا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو!" اس کی نگاہیں عمران کے سنجیدہ چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"یقین سے تو نہیں کہہ سکتا!" عمران نے کہا "مگر میرا خیال ہے"

"اپنے خیال کو رہنے دو!" کیپٹن فیاض نے بے صبری سے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اگر کوئی اور بات بتانا چاہتے ہو تو بتاؤ!"

"جلد ہی تمہیں کچھ بتاؤں گا!" عمران نے کندھے جھٹک کر کہا "کافی وقت ضائع ہوگیا" اب تمہارے لئے کافی منگوا ہی لوں!"

"میں اس وقت کافی پینے کے موڈ میں نہیں!"

"تو پھر تمہیں مالکاؤنس راگ سنائے دیتا ہوں!" عمران کے چہرے پر اب پھر حماقتیں برسنے لگی تھیں۔

یہ کہہ کر وہ منہ سے عجیب عجیب آوازیں نکالنے لگا۔ کیپٹن فیاض سمجھ گیا۔ کہ وہ اب کچھ نہیں بتائے گا۔ اس لئے وہ جھنجھلا کر اٹھا۔

اور اس کی طرف دیکھے بغیر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران چلایا۔
"یہ راگ پسند نہیں تو پھر دیں سنائے دیتا ہوں!" اس نے پلٹ کر اسے گھورا اور شعلہ بار نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔
"جہنم میں جاؤ! —"
"وہاں تو شدید گرمی ہوگی!" عمران بھی اسی لہجے میں بولا۔
کیپٹن فیاض دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس کے نکلتے ہی عمران چلایا۔
"ابے او سلیمان!"
سلیمان عمران کی چیخ سنکر گھبرا گیا — اور بھاگ کر وہاں آگیا۔
"کیا ہوا سر! —"
"ابے کچھ نہیں ہوا" عمران نے لہک کر کہا "وہ چلا گیا۔"
"وہ کون سر! —"
"ابے وہی فیاض!"
"ہاں چلے گئے سر! —"
ابھی وہ خاموش ہی ہوا تھا۔ کہ گھنٹی بجنے لگی۔ گھنٹی کی آواز سن کر عمران کا منہ بن گیا۔ اور وہ تلخی سے بولا۔
"اب یہ کون مسخرہ آگیا۔ جاؤ دیکھو سلیمان کون ہے!"
سلیمان نے گھبرا کر کہا۔
"کہیں وہی نہ ہو جناب! —"
"ابے کون وہی! —"
"سر وہی عورت جس نے ٹیلیفون کیا تھا۔"

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں ا ــــ"

" وہ فیاض صاحب آ گئے تھے سر ا ــــ" سلیمان نے ادب سے کہا

" ابے آج تو بڑا مہذب بنا ہوا ہے ا ــــ عمران نے کہا" جا دیکھ کون ہے ۔ اسے اندر بھی لے آ ــــ "

" بہت بہتر سر ا ــــ "

یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا ــــ سلیمان نے دروازہ کھولا ۔ ایک خوبصورت لڑکی پتلون اور شرٹ پہنے کھڑی تھی ۔ سنہری زلفیں اس کے کندھوں پر پھیلی ہوئی تھیں ا ــــ اس کی آنکھیں نیلی تھیں ۔ اور ہیرے کی طرح جگر جگر کر رہی تھیں ــــ سلیمان نے اسے غور سے دیکھا ــــ

" تمہارے صاحب ہیں اندر ا ــــ "

" جی ہیں ا ــــ" اس نے ادب سے کہا" آپ کو ان سے ملنا ہے

" ہاں ا ــــ" اس نے میٹھی آواز میں کہا ــــ

" آئیے ا ــــ" سلیمان نے کہا ــــ اور وہ اسے ساتھ لے کر اندر آ گیا ۔ ابھی وہ زیادہ دور نہ گیا تھا کہ اس لڑکی نے پاکٹ سے چھوٹا سا پستول نکال لیا ۔ اسے سلیمان کی سامنے کر کے ٹرائیگر دبا دیا ۔ ہلکا سا دھواں نکلا سلیمان اسی لمحے بے ہو کر نیچے گرا ۔ عمران نے اندر سے آواز لگائی ــــ

" ابے کون ہے ؟ ــــ" اسی لمحے لڑکی اس کے سامنے پہنچ گئی عمران اسے غور سے دیکھنے لگا ۔ چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ لڑکی نے اپنے پستول سے عمران کی طرف دھواں چھوڑ دیا ۔ عمران بھی بے ہوش ہو کر نیچے گرا ۔ اور لڑکی تلاشی لینے لگی ۔ جلد ہی اس نے

وہ ٹیک پانی اور باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد عمران کو ہوش آیا تو ٹیک غائب تھی۔ وہ کندھے جھٹک کر رہ گیا۔



ایک موڑ گھومتے ہی ٹوسیٹر سیدھی اور سپاٹ سڑک پر تیز رفتاری سے بھاگنے لگی۔ اس کی رفتار میں ہر آن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس میں دو آدمی سوار تھے۔ ایک قوی ہیکل اور دوسرا دراز قامت تھا۔ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ آخرکار ایک نے خاموشی توڑی۔

"یہ راستہ ہمیں کہاں لے جائے گا ۔۔۔" فورٹی تھری نے پوچھا۔

"ہم جلد ہی ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ جائیں گے ۔۔۔" ایس پی سی نے جواب دیا۔

"وہاں ہم آخر جا کیوں رہے ہیں ۔۔۔؟" فورٹی ٹھری نے پوچھا۔

"ہم عمران کی ٹوسیٹر لے کر بھاگے ہیں ۔۔۔" ایس پی سی نے کہا۔ "اسے وہاں قصبے میں چھوڑ دیں گے ۔۔۔ اور آگے نکل جائیں گے!۔۔۔"

"اسے ہم یہاں بھی چھوڑ سکتے ہیں!۔۔۔"

"یہاں ہمیں وین نہیں ملے گی!۔۔۔"

"ہوں!۔۔۔"

ایس پی سی سوچوں میں ڈوب گیا۔ اور فورٹی تھری اس کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ پھر دونوں ہی جیسے سوچوں میں غرق ہو گئے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ ان کی ٹکر کافی سخت آدمیوں سے ہوئی تھی۔ ان کے کئی آدمی انہوں نے ختم کر دیئے تھے۔ ریوالونگ بار کی جنگ نے انہیں کافی نقصان پہنچایا تھا۔ عمران کی ریڈ آرگنائزیشن نے انہیں قریب قریب ختم کر دیا تھا۔ وہ ابھی تک یہ معلوم نہ کر سکے تھے کہ وہ کون لوگ تھے۔ ان کے ذرائع بہت وسیع تھے۔ مگر وہ عمران کی ریڈ آرگنائزیشن کا پتہ نہ چلا سکے تھے۔ اس جنگ میں انہیں ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر ہاتھ لگا تھا۔

انہیں بہت دیر لگی تھی اس ٹرانسمیٹر کو سمجھنے میں۔ وہ ہر طرح کی فریکوئنسی پر سیٹ ہو جاتا تھا۔ اور کتنی ہی خفیہ باتیں اس کی فریکوئنسی پر سنی جاتی تھیں۔ وہ ٹرانسمیٹر اب بھی ان کے پاس موجود تھا۔ جو ان کے خیال میں بے حد خطرناک ایجاد تھی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ان کے دشمن بھی ان سے کم طاقتور نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے زیادہ ہی مضبوط ہیں۔ کچھ دیر کے سکوت کے بعد ایس پی سی نے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آخر انہیں ہمارے ریوالونگ بار کے پروگرام کا کیسے علم ہوا۔۔۔"

وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلا۔

"میں خود یہی بات سوچ رہا ہوں۔۔۔" فورٹی تھری نے کہا۔

"شائد ان کے پاس جدید قسم کے ٹرانسمیٹر ہوں۔ اور ہماری خفیہ رپورٹ کو انہوں نے اپنی خفیہ فریکوئنسی پر سن لیا ہوگا۔۔۔"

جولیا ان ایکشن

ایس پی سی نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔
"ہاں یہی بات ہو سکتی ہے۔ ویسے قابلِ تعریف کارنامہ انہوں نے سرانجام دیا ہے!"
"اس میں کیا شک ہے!" فورٹی تھری نے گردن ہلا کر کہا۔
وہ ٹوسیٹر کی رفتار بڑھاتا جا رہا تھا۔ اور اب ٹوسیٹر طوفانی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد ایس پی سی نے بھاری آواز میں کہا۔
وہ آخر کون لوگ ہیں! ریوالونگ بار کی جنگ میں انہوں ہمیں کافی نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے کئی آدمی مر گئے ہیں۔ وہ بڑے منظم لگتے ہیں۔ ان سے آئندہ ٹکر ہمارے خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ تم نے ان کے بارے میں کچھ اندازہ لگایا۔
"میرا اندازہ کیا ہو سکتا ہے۔؟" فورٹی تھری نے کندھے اچکا کر کہا۔ "پھر بھی میں اتنا کہہ سکتا ہوں! کہ شاید وہ اس ملک کے جاسوس ہوں!"
"اس ملک کے جاسوس اتنے منظم نہیں ہو سکتے!" ایس پی سی نے فکرمندی سے کہا۔ "وہ کوئی اور ہی لوگ ہوں گے! بہرحال میں ان کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ وہ عمران جانے کہاں چھپ گیا۔ میرے ہاتھ آ جائے تو میں اس کا جھگڑا ہی ختم کر دوں۔ سب سے زیادہ مجھے اسی کی فکر ہے!"
"ہاں وہ بہت ہی زیادہ خطرناک آدمی ہے!" فورٹی نے کہا۔ "ہم اسے جلد ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"چھ عورتیں اور آٹھ مرد ہیں!" ایس پی سی نے کہا۔ "وہ لوگ مختلف مقامات پر تخریب کاری میں مصروف ہیں!"

"کیا انہوں نے تمہارے ساتھ رابطہ قائم کیا تھا؟"

"ابھی تک نہیں کیا!" ایس پی سی نے مسکرا کر کہا۔ "اگر وہ زندہ ہوں گے تو جلد ہی مجھ سے رابطہ قائم کریں گے۔ اگر وہ ختم ہو گئے تو ان کی جگہ اور آدمی آجائیں گے۔ پھر وہ مجھ رابطہ قائم کریں گے۔"

پھر اس نے گھور کر فورٹی تھری کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔

"اب تم کچھ بتاؤ!"

"اندھیرے کے بعد روشنی ہوتی ہے!"

"اور روشنی زندگی کی علامت ہے!" ایس پی سی نے جوابدیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا۔

وہ کوڈ کے ذریعے ایک دوسرے کو اطمینان کرا چکے تھے۔ ایس پی سی نے اس سے پوچھا۔

"تم نے اب تک کیا کیا ہے؟"

"کافی کچھ کر چکا ہوں!" فورٹی تھری نے کہا۔ "میں جلد ہی اس کی اس کی رپورٹ پیش کروں گا!"

ایس پی سی نے اسے گھور کر دیکھا۔

"رپورٹ سے پہلے ہی تم مجھے بتاؤ کہ تم نے اس ملک کو تباہ کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے!" ایس پی سی اسٹیرنگ کو مضبوطی سے تھام کر بولا۔ "جواب دو!"

"کوئی زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکا!" فورٹی تھری نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا ۔۔"

"آپ کو اسی لئے یہاں بلایا گیا ہے!" فورٹی تھری نے کہا" کہ آپ یہاں نمایاں کامیابی حاصل کریں! ۔۔۔ ہم لوگ قریب قریب ناکام ہو چکے ہیں ۔۔۔"

"تو یہ بات ہے ۔۔" ایس بی تھری نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ "خیر میں ان لوگوں سے نپٹ لوں گا ۔۔"

یہ کہہ کر اس نے ایک ہاتھ اپنے بالوں پر پھیرا ۔ پھر دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر رکھ دیئے۔ اور ایک موڑ گھوم کر وہ تنگ سڑک پر آ گئے۔ پھر وہ تنگ سے ایک فراخ سڑک پر تھے۔ اور ٹوسیٹر بھاگ رہی تھی۔ فورٹی تھری نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہم قصبے میں گھس آئے ہیں! ۔۔۔"

"ٹھیک ہے!" ایس بی سی نے کہا۔

"ٹوسیٹر روک دو! ۔۔" اس نے ٹوسیٹر روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے ۔۔ اس نے پوچھا۔

"اب کہاں جانے کا ارادہ ہے!"

"شہر جانے کا ارادہ ہے! ۔۔"

وہ دونوں اب سامنے دیکھ رہے تھے۔ انہیں ان کی مطلوبہ گاڑی اب تک دکھائی نہ دی تھی۔

روشنی عمران کی ٹوسیٹر کو وہاں کھڑے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ پھر وہ خوش بھی ہو گئی۔ کہ چلو عمران تو مل گیا ۔ اب تمام بوریت دور ہو جائے گی۔ وہ یہاں اکیلی گھومتے گھومتے تنگ آ گئی تھی۔ اور اب وہ

عمران کے ساتھ خوش فعلیوں میں وقت گذارے گی۔ اور اسے وقت گھٹنے کا احساس بھی نہ ہو گا۔ وہ بہت زیادہ خوشی محسوس کرنے لگی۔ اس نے اپنی گاڑی کی رفتار کم دی۔ اس نے ان آدمیوں کو بھی گاڑی سے اترتے دیکھ لیا تھا۔ ان دونوں میں سے اسے کوئی بھی عمران نہ لگا تھا۔ پھر اس نے قوی ہیکل کو شک و شبے کی نظر سے دیکھا۔ عمران بھیس بدلنے میں ماہر تھا۔ روشنی نے سوچا۔ کہ قوی ہیکل ہی عمران نہ ہو۔ اس نے اسے غور سے دیکھا۔ کسی انداز سے بھی وہ عمران نہ لگا۔ پھر اس نے دوسرے کو بھی اسی زاویے سے دیکھا۔ مگر دونوں مرتبہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

ان دونوں میں سے کوئی بھی عمران نہ تھا۔ اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پھر ان کے پاس عمران کی ٹوسٹیر کیسے آ گئی۔ کہیں ان لوگوں نے عمران کو کنارے نہ لگا دیا ہو۔ یہ سوچتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور دل خوف بھرے انداز میں دھڑکنے لگا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو حوصلہ دیا۔ نہیں عمران ان لوگوں سے مات نہیں کھا سکتا۔ ضرور یہ عمران کی ٹوسیٹر اڑا کر لائے ہیں۔ اب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی انہیں واچ کر رہی تھی۔ اور وہ دونوں پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ روشنی آجکل اس قصبے میں رہتی تھی۔ وہ وہاں ایک فرم میں اسٹور کیپر کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ وہ اس قصبے میں کافی بور ہو گئی تھی۔ پھر بھی عمران کی طرف سے کافی حد تک فکرمند تھی۔

وہ دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے تھے۔ وہ اپنی گاڑی سے نیچے اتر آئی۔ اور ان کا تعاقب کرنے لگی۔ وہ اپنے جذبۂ تجسس

کو تسکین دینے کے لئے ان کے تعاقب میں لگ گئی تھی۔ اسے وہ لوگ خطرناک دکھائی دیئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس عمران کی گاڑی تھی۔ لامحالہ اُسے تعاقب کرنا تھا۔ ابھی وہ زیادہ دور نہ گئے تھے کہ ایک سرخ وین آکر ان کے قریب رُک گئی۔ دروازہ کھلا اور وہ دونوں آدمی اس میں داخل ہو گئے۔

یہ دیکھ کر وہ گھبرا گئی۔ اور واپس اپنی گاڑی کی طرف بھاگی۔ اس کی گاڑی زیادہ دور نہ تھی اس لئے وہ جلد ہی اپنی گاڑی کے قریب پہنچ گئی۔ اور دروازہ کھول کر اس نے اسٹیرنگ سیٹ سنبھال لی۔ پھر اس نے گاڑی کو تیز رفتاری سے چھوڑ دیا۔

اس کی گاڑی کا رخ اُدھر تھا جدھر وہ سرخ وین گئی تھی۔ جلد ہی اس نے سرخ وین کی جھلک دیکھ لی۔ اب اس نے اپنی گاڑی کی رفتار کم دی۔ پھر وہ دھیمی رفتار میں اس کا تعاقب کرنے لگی۔ سرخ وین نے قصبے کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اب اس کا رخ سرخ چٹانوں کی طرف تھا۔ جیسے ہی وین دریا کا پل عبور کر کے جھاڑیوں والے سلسلے کی سڑک پر آئی تو وین کی رفتار مزید دھیمی ہو گئی۔ سامنے سے ایک سڑک کراس کر کے جا اسی سڑک سے ملتی تھی۔

وہاں پہلے ہی ایک سیاہ کار کھڑی تھی۔ وین اس کے قریب رک گئی۔ روشی نے اپنی کار پل کے پیچھے کھڑی کر دی تھی۔ وہاں سے وہ سب کچھ صاف اور واضح دیکھ رہی تھی۔ اچانک کار کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ جولیا کو بے ہوشی کی حالت میں کار سے ویگن میں

منتقل کیا جا رہا ہے۔
جب لوگ وہ اسے سرخ دین میں لٹا چکے تو کار اسی سڑک پر واپس ہو گئی۔ اور وین تیزی کے ساتھ سرخ چٹانوں کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ بڑبڑائی۔
جولیا ان کے قبضے میں یہ کوئی بہت بڑا چکر لگتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے عمران بھی کسی مشکل میں پھنس گیا ہے۔" پھر اس نے سوچا تعاقب جاری رکھا جائے یا اسے ختم کر دیا جائے۔ اب تعاقب جاری رکھنا بہت مشکل تھا۔ سڑک سیدھی اور سپاٹ تھی۔ اسے جلد ہی دیکھ لیا جائے گا۔ پھر اس کی تباہی میں کوئی کسر نہ رہے گی۔ یہ لوگ زیادہ ہی خطرناک دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی زبردست سازش ہو رہی ہے۔ وہ اسی کشمکش میں مبتلا وین کو دور ہوتے دیکھ رہی تھی۔ روشنی سوئچ میں پڑ گئی۔ مگر شاید کوئی فیصلہ نہ کر سکی۔ اس کی نظروں سے وین غائب ہو چکی تھی۔ وہ زور سے چونکی اور اس نے آخری فیصلہ کر لیا۔
اس کا فیصلہ تھا کہ وین کا تعاقب کیا جائے۔ ممکن ہے کوئی مفید مطلب سراغ ہاتھ آ جائے۔ اور اس طرح وہ عمران کی کچھ مدد کر سکے۔ اس نے کار کی رفتار بڑھانی شروع کر دی۔ وہ سٹون کر کے پل کے اوپر سے گذر گئی۔ اب اس کی کار سرخ چٹانوں کے بیچ سے گذر رہی تھی۔ اسے دیگن دکھائی نہ دے رہی تھی۔ بہرحال وہ اپنی کار دوڑائے لئے جا رہی تھی۔
سڑک گھومتی جا رہی تھی۔ سڑک گھومتے گھومتے دریا کی طرف ا

جانکلی۔ دریا سے وہ ابھی کافی دور تھی کہ اس نے دیکھا کہ وین کو ایک بہت بڑی بوٹ لئے دوسرے کنارے کی طرف جا رہی ہے۔ وین کو دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔ اور وہ تیز رفتاری سے دریا کے کنارے آ گئی۔

ایک حبشی بھاگ کر اس کی کار کے قریب آیا

"میڈم!۔ اس نے انگریزی میں کہا۔" کیا کار کو دوسرے کنارے لے جانا ہے!۔"

"بیشک!۔" روشنی نے نیچے اترے بغیر کہا۔ حبشی خوش ہو گیا۔ پھر وہ تیزی سے واپس ہوا اور بوٹ کا پچھلا تختہ نیچے گرا دیا۔ اور روشنی کو کار لانے کا اشارہ کیا۔ روشنی نے کار آگے بڑھا کر بوٹ میں داخل کر دی!۔ اور خود اسٹیرنگ سیٹ پر ہی بیٹھی رہی۔ حبشی اور اس کا ساتھی تختہ اٹھانے کے بعد انجن کی طرف چلے گئے

دوسرے لمحے بوٹ دریا کے پانی کو چیرتی ہوئی دوسرے کنارے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ روشنی نے دیکھا کہ وین اب دوسرے کنارے پہنچ کر آگے بڑھ رہی تھی۔ روشنی بھی دوسرے کنارے پہنچ گئی۔ اور حبشی کو اجرت دیکر اس نے کار بوٹ سے باہر نکال لی۔

اب اس کا رخ شہر کی طرف تھا۔ سرخ وین بھی شہر کی طرف جا رہی تھی۔ روشنی نے اپنی کار کی رفتار بہت دھیمی کر رکھی تھی۔ تاکہ وہ لوگ اسے نہ دیکھ سکیں۔ دریا کے مضافات سے نکل کر اب وہ ایک پر رونق سڑک پر آ گئے تھے۔ اب روشنی کو کوئی

خطرہ نہ رہا تھا۔ وہاں اس قسم کی کئی کاریں آجا رہی تھیں ۔ سُرخ وین اس کی نظروں میں تھی ——

آزادی کے مجسّمے کے قریب سرخ وین رُک گئی ۔ روشنی نے بھی پام کے بوٹوں کے قریب اپنی کار روک لی ۔ اور اسی لمحے ایک ٹیکسی وین کے قریب سے گذری ۔ وین والوں نے اسے اشارہ کرکے روک لیا ۔ پھر وہ دونوں طاقتور آدمی جولیا کو سہارا دیئے وین سے نیچے اترے ۔ اور وہ جتنی بھی جلدی ممکن ہو سکا ٹیکسی میں بیٹھ گئے ۔ روشنی تیزی سے دھڑکتے دل سے یہ منظر دیکھ رہی تھی ۔ کتنے ہوشیار چالاک اور خطرناک مجرم ہیں کوئی سراغ بھی پیچھے چھوڑنا نہیں چاہتے ۔ مگر انہیں کیا خبر تھی کہ کوئی روشنی بھی ان کے پیچھے چلی آرہی ہے ۔

روشنی اپنی اس کامیابی پر دھیرے سے مسکرادی ۔ اور اب اس نے ٹیکسی کا تعاقب شروع کر دیا ۔ شہر میں داخل ہو کر ٹیکسی ایک خستہ حال مکان کے دروازے کے سامنے رکی ۔ اس نے دور ہی اپنی کار روک لی ۔ وہ لوگ ٹیکسی سے اُتر کر اس مکان میں داخل ہوگئے ۔ وہ جولیا کو سہارا دے کر اندر لے گئے تھے ۔ اس نے سوچا ممکن ہے انہیں اس کے تعاقب کا پتہ چل گیا ہو ۔ اور وہ کچھ دیر مکان میں رہنے کے بعد پھر باہر آجائیں ۔ وہ کافی دیر تک وہاں کھڑی رہی جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ لوگ اب باہر نہ آئیں گے تو کامیابی سے سرشار انداز میں گاڑی کو ڈرائیو کرتی ہوئی اس مکان کے آگے سے گذری ۔ اور مکان کو غور سے دیکھ کر آگے

بڑھ گئی۔ اس نے کامیابی سے یہ مرحلہ طے کر لیا تھا۔ ایک بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ جولیا کو ان لوگوں نے کیوں اغوا کیا تھا۔ یہ کوئی بہت ہی خطرناک چکر تھا۔ جس کی وجہ سے انہیں جولیا کو اغوا کرنا پڑا تھا۔ عمران کے بارے میں بھی تشویش تھی۔

اس لئے اس نے اپنی کار ایک ٹیلیفون بوتھ کے سامنے روک لی۔ ایک موٹا سا آدمی اندر گھسا کسی کو فون کر رہا تھا۔ وہ کچھ دیر باہر کھڑی ہو کر اس کے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ جانے وہ کن باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔ کہ نکلنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ جب کئی منٹ گذر گئے تو روشی جھنجھلا گئی۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی چمک پیدا ہو گئی۔

کتنے بے کار لوگ ہوتے ہیں یہ بھی جو خواہ مخواہ باتوں کو طول دیئے جاتے ہیں۔ انہیں کسی اور کی ضرورت کا خیال ہی نہیں رہتا۔

اس سے پیشتر کہ وہ طیش میں آکر بوتھ کا دروازہ کھٹکھٹاتی۔ وہ موٹا آدمی مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔ اور روشی پر ایک نظر ڈال کر آگے بڑھ گیا۔ روشی کو اس پر بے حد غصہ آیا۔ مگر وہ صبر کے ساتھ بوتھ میں داخل ہو گئی اور ٹرانسمیٹر منٹ میں پیسے ڈال کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔

جلد ہی اسے لائن کلیئر مل گئی۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"روشی اسپیکنگ۔"

ادھر سے سلیمان کی بوجھل آواز روشی کو سنائی دی۔

"یس! — میں سلیمان ہوں! —"

"تمہارے صاحب کہاں ہیں! —"

"کہیں گئے ہوئے ہیں جی! —"

"کب گئے ہیں؟" اس نے بے چینی سے پوچھا۔

"کافی دیر ہو گئی ہے جی!" سلیمان نے جلدی سے کہا "مگر آپ ہیں کون؟"

"روشنی ہوں!"

"جی کیا کہا روشنی!"

"شٹ اپ!" وہ تیزی سے بولی۔

"کہیں آپ روشنی بی بی تو نہیں ہیں" سلیمان نے جلدی سے کہا۔

"اب آنکھ کھل گئی!" روشنی تنک کر بولی۔

"روشنی بی بی کیا بات کرتی ہیں آپ!" سلیمان بولا "میں تو سوتا کھلی آنکھوں سے ہوں جی! آپ کو صاحب سے کوئی کام ہے"

"بہت ضروری کام ہے!"

"وہ تو صبح سے ہی کسی ضروری کام سے گئے ہوئے ہیں!" سلیمان نے کہا "کوئی پیغام ہو تو دے دیجئے! صاحب آئیں گے پیغام پہنچا دوں گا!"

اس نے کچھ کہے بغیر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر فوراً ہی اس نے ریسیور اٹھا لیا۔ اور کیپٹن فیاض کو فون کیا۔ وہ بھی اسے نہ ملا۔ وہ جھلا گئی "جہنم میں جائیں سب!" یہ کہہ کر وہ بوتھ سے باہر نکل آئی۔



عمران کے چہرے پر خستہ حالی اور تھکن کے آثار تھے۔ اس کیس میں اسے کافی دوڑ دھوپ کرنا پڑ رہی تھی۔ تخریب کاروں نے اسے کافی پریشان کیا تھا۔ اس کے ہاتھ کچھ سراغ لگ گئے تھے۔ جن کی وجہ سے اسے امید تھی کہ وہ جلد ہی تخریب کاروں کو ختم کر دے گا۔ اور اپنے ملک پاکیشیا کو ان کے خطرناک عزائم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلا دے گا۔

اس نے اپنے کمرے میں پہنچ کر سلیمان کو آواز دی۔

"ابے او سلیمان!۔۔۔"

"آیا سر!۔۔۔" سلیمان کی آواز باورچی خانے میں سے اسے سنائی دی۔ پھر کچھ لمحوں کے بعد سلیمان خود عمران کے سامنے موجود تھا۔ عمران نے اسے غور سے دیکھ کر پوچھا۔

"ابے تیری شکل پر یہ بارہ کیوں بج رہے ہیں!۔۔۔"

"آج مونگ کی دال پکا رہا ہوں سر!۔۔۔" سلیمان نے ادب سے کہا۔

"جا چائے بنا کر لا۔۔۔" عمران نے کہا۔ وہ جانے لگا۔ تو عمران

نے اسے روک کر پوچھا۔

"سن اے" کسی کا فون تو نہیں آیا تھا۔"

"جی آیا تھا سر!۔۔۔"

"کس کا ۔۔۔"

"روشنی بی بی کا"

"روشنی کا فون آیا تھا؟ ۔۔۔"

"جی روشنی کا ہی فون آیا تھا" سلیمان خوش ہو کر بولا۔

"وہ آپ سے ملنے کے لئے بے چین تھی سر!۔۔۔"

"ہوں ۔۔۔" عمران نے پرسوچ انداز میں کہا" اب تو جا اور جلدی سے چائے کا ایک کپ لے آ ۔۔۔"

"بہت بہتر سر!" یہ کہہ کر سلیمان کمرے سے نکل گیا۔ یکایک گھنٹی بجنے لگی۔ چند لمحے عمران گھنٹی کی آواز سنتا رہا پھر چلا کر بولا۔

"ابے او سلیمان!۔۔۔"

"آیا جناب!" سلیمان آ گیا۔ عمران نے اس کی طرف کبیدہ نظروں سے دیکھ کر کہا۔

"یہ گھنٹی کی آواز تو مجھے بہرہ بنا دے گی کمبخت ہر وقت بجتی ہی رہتی ہے!۔۔۔"

"جناب!" سلیمان نے شائستگی سے کہا" گھنٹی کا کام تو بجنا ہے۔ مگر میرا خیال ہے میں بھی گھنٹی کی آواز سن کر شائد پاگل ہو جاؤں!۔۔۔"

"ابے آزاد ملک کے غلام باشندے ذرا بھاگ کر جا دیکھ کون ہے؟"
"جناب اے کہیں وہ روشنی نہ ہو" سلیمان نے گردن جھکا کر کہا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران چیخا
"جو کوئی بھی ہے اسے لے آ بھائی۔ مگر دیکھنا وہ لڑکی نہ آ جائے جو ہم لوگوں کو بے ہوش کر کے ٹب لے اڑی تھی" سلیمان نے چہرے پر معصومیت لا کر کہا۔
"صاحب اس سے کوئی نقصان تو نہیں ہوا تھا۔"
"بالکل نہیں۔" عمران نے فخر سے کہا۔ "میں اسے اچھی طرح پڑھ چکا تھا۔ اور اب باتیں نہ بنا جا دیکھ کون ہے۔"
"اچھا جی۔"
وہ فوراً دروازے کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد روشنی عمران کے کمرے میں داخل ہوئی۔
"ہائیں روشنی تم ہو۔"
"سناؤ طوطے کس پنجرے میں بند ہو۔ ٹیں ٹیں ہو رہی ہے نا۔" پھر وہ کرسی پر بیٹھ کر ا...
"مگر طوطے یوں ... جیسے آجکل تمہیں بنا گھی کے چوری مل رہی ہے۔"
وہ احمقوں کی طرح بوکھلا کر بولا۔
"تم آج کدھر سے آ پہنچیں۔"
"بکومت طوطے۔" روشنی نے کہا۔ "وہ تمہاری عاشق جولیا آج کل کس چکر میں ہے۔"

عمران ایکدم سنجیدہ ہوگیا۔ اور حیرت سے بولا۔
"جولیا کو کیا ہوا ــــ"
"میں نے وہ غیر ملکیوں کے ساتھ دیکھی ہے!" روشنی نے کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے مارفیا لگا کر بے ہوش کر رکھا تھا۔ یوں لگتا ہے وہ کسی بھی ایکسٹریکٹ کے زیر اثر تھی ــ"
"تمہارا مطلب ہے وہ نشے میں تھی!ــ"
"یہی میرا مطلب ہے طوطے!ــ روشنی نے اُسے غور سے دیکھا
"ناممکن ہے!" عمران نے بوکھلا کر کہا۔" وہ بھلا ان لوگوں کے ساتھ کیوں جانے لگی!ــ"
"تم بڑے چغد ہوا!ــ" روشنی جھلا کر بولی۔" وہ ان کے ساتھ گئی نہیں۔ بلکہ اسے اغوا کیا گیا ہے ــ میرا خیال ہے۔ اس نے مجرموں کا کوئی خاص راز پا لیا تھا ــ"
عمران ایکدم جھٹکا کھا کر اُٹھا۔ اور کہا۔
"تب تو وہ بہت سخت خطرے میں ہے!" پھر روشنی نے اسے سب حال کہہ سنایا۔
اسی لمحے فون کی گھنٹی بجنے لگی ــ وہ فوراً لپک کر کمرۂ خاص میں چلا گیا۔ بلیک زیرو کا فون تھا۔
"ہیلو طاہر!ــ"
"عمران صاحب آپ ہیں!ــ" بلیک زیرو نے بے چینی سے کہا۔
"وہ جولیا ــ"
ابھی اس نے بات پوری بھی نہ کی تھی۔ کہ عمران جلدی سے بولا۔

"جولیا کو اغوا کر لیا گیا ہے! ـــ اسے دو آدمی پوائنٹ لیو کے ایک خستہ حال مکان میں لے گئے۔ ایکسٹو کے حکم سے اپنی پوری ٹیم کو ادھر بھیج دو۔ معاملہ خطرناک ہوتا جا رہا ہے۔ دیکھو جولیا کو کچھ نہ ہونے پائے۔ اس کے پاس تخریب کاروں کا کوئی اہم راز آ گیا ہے ـــ اور کوئی رپورٹ!" ـــ

"ایک اہم رپورٹ ہے سر! ـــ"

"وہ کیا؟" ـــ عمران نے اضطراب بھری آواز میں پوچھا۔

"ہمیں ایک پلاسٹک کا تھیلا ملا ہے۔ اس میں بم اور ڈائنا مائیٹ کرنے کا سب سامان تھا۔ وہ تھیلا ہمارے آدمیوں کو رلیوا لونگ بار کے علاقے میں سے ملا ہے۔ معلوم ہوتا ہے، یہ اسی آدمی کا تھا جو شاہکار بلڈنگ میں ایک آدمی کو قتل کر کے بھاگا ہے۔ ہمارے آدمی دوبارہ شاہکار بلڈنگ میں گئے۔ انہوں نے وہ سسٹم دیکھ لیا جس سے تمام بلڈنگ کو ڈائنا مائیٹ کر دیا گیا تھا۔ اگر ہمارے آدمی وہاں جا کر نہ دیکھتے تو اب تک تمام بلڈنگ اڑ جاتی۔ اس بلڈنگ میں ہماری ایک جاسوس لڑکی تھی۔ اس نے اس آدمی کو گھیر لیا تھا۔ اور وہ اسے اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔ اس کے دیو نما ساتھی نے اسے پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ مگر وہ ناکام رہا تھا۔ وہ ہمارے قابو نہ آ سکا۔ یوں لگتا ہے جیسے ہمارے جاسوس اب ناکام ہوتے جا رہے ہیں ـــ"

"ہمارے جاسوس ناکام نہیں ہو رہے ہیں!" عمران نے کہا۔ "بلکہ وہ لوگ بہت ہی منظم اور طاقتور ہیں ـــ کوئی بہت بڑی غیر ملکی طاقت ان کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ مگر فکر نہ کرو۔ عمران ری گریٹ انہیں

جلد ہی لہو کے سمندر میں غرق کر دے گا۔"
یہ کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر ایسٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں اس نے چوہان سے کہا۔ تم فوراً پوائنٹ دو پہنچ جاؤ ـــــ بلیک زیرو فوراً ہی تمہیں اس سلسلے میں فون کریگا۔"
وہ پھر اس کمرے میں آ گیا جہاں روشنی براجمان تھی۔ اور کافی کی چسکیاں لگا رہی تھی۔ عمران اسے دیکھ کر جل ہی تو گیا۔
"تو آزاد ملک کے غلام باشندے سلیمان نے تمہاری مدارات شروع کر دی ہیں ــــ"
"تم کیوں جل گئے طوطے!" روشنی ہنس کر بولی۔
"یہ تو اپنے اپنے نصیب ہیں!"
عمران اس کے قریب بیٹھ کر بولا ـــــ
"ہاں بھئی آج کل تم قسمت کی ملکہ ہو!"
"اور تم قسمت کے غلام ہوتے جا رہے ہو!" روشنی نے شوخی سے کہا۔
عمران اسے آگے جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر مسکرا کر بولا۔
"تمہاری آنکھوں میں کافی چمک آ گئی ہے! یہ کٹاری بن گئی ہیں۔ چہرہ بھی سیب کی طرح سرخ ہے۔ بڑی ہی خوبصورت لگ رہی ہو! ـــــ"
وہ ایکدم سنجیدہ ہو گئی۔
"میں حیران ہوں۔ وہ تمہاری ٹوسیٹر کیسے لے اڑے!"

عمران سنجیدہ ہو کر بولا۔

"ان لوگوں کے ہاتھ بہت لمبے ہیں!— میں ایک شاپنگ سنٹر میں گھس گیا۔ اور وہ میری ٹوسیٹر لے گئے۔ میں شاید اب زیادہ ہی احمق ہوتا جا رہا ہوں!— چابی اگنیشن میں چھوڑ آیا تھا۔

میری پہلی ٹوسیٹر ان لوگوں نے تباہ کر دی تھی۔ یہ دوسری خریدی ہے۔ وہ دوسری کو بھی لے اڑے۔ بہت چلنے پرزے بدمعاش ہیں!—"

"تمہاری گاڑی قصبے میں کھڑی ہے!—" روشی نے پیالی میز پر رکھ کر کہا۔

"وہ تو تم بتا چکی ہو!—" عمران نے کہا "صفدر کو فون کر کے منگوا لیتا ہوں!—"

روشی ایک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی—

"اچھا چلتی ہوں!—"

"تمہارا جانا ہی بہتر ہے!—" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

روشی نے اُسے بغور سے دیکھا۔

"اب آسٹریلیا کے طوطے بننے کی کوشش نہ کرو پاکیشیا کے طوطے ہی رہو!—"

"شٹ اپ!—" عمران نے چیخ کر کہا۔

اور وہ ہنستی ہوئی باہر نکل گئی—

اس کے جانے کے بعد عمران کمرۂ خاص میں آ گیا۔ اور ایکسٹو بن کر صفدر کو فون کیا۔

"ایکسٹو اسپیکنگ!"

"یس سر!" صفدر نے مؤدب لہجے میں کہا۔

"پوائنٹ ٹیو پہنچو!" ایکسٹو نے بھاری آواز میں کہا۔ "مگر اس سے پہلے کسی کو کہہ کر عمران کی ٹو سیٹر اس کے فلیٹ پر پہنچا دو!"

"ٹو سیٹر کہاں ہے سر!"

"ٹو سیٹر قصبے میں کھڑی ہے!"

"بہت بہتر سر!"

"تنویر، چوہان، نعمانی اور تم سب لوگ مل کر وہاں پہنچ جاؤ۔ ہوشیار رہنا۔ وہ لوگ بہت خطرناک ہیں! یہ وہی دونوں ہیں۔ جنہیں تم ریڈ الونگ بار کے علاقے میں دیکھ چکے ہو۔"

"اب وہ ہمیں چکمہ نہ دے سکیں گے سر!" صفدر نے پورے اعتماد سے کہا۔

"میں عمران کو بھی بھیج رہا ہوں!"

"بہت بہتر سر!"

"اب تم فوراً پہنچ جاؤ!"

یہ کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اور اپنی ٹو سیٹر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

کافی دیر کے انتظار کے بعد اس کی ٹو سیٹر آ گئی۔ وہ

ٹوسیٹر کو فلیٹ کے سامنے چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے یہ سب کچھ فلیٹ کی کھڑکی سے دیکھا تھا۔ عمران نے لباس تبدیل کیا۔ اور باہر جانے کے لئے قدم اٹھایا ـــ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا۔ کہ پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی اور وہ کمرۂ خاص میں گھس گیا۔ جوزف کا فون تھا۔

"جوزف ؛ سپیکنگ ! ـــ"

"اب کالے تو بچ گیا ـــ"

"زندگی تھی باس بچ گیا ـــ" جوزف نے کہا" اب میرے لئے کیا حکم ہے سر ! ـــ"

"میری ٹوسیٹر میں جا کر بیٹھ جاؤ ! ـــ"

"او کے باس !" اس نے سلسلہ منقطع کر دیا ـــ ابھی وہ ریسیور کریڈل پر رکھ کر پلٹا ہی تھا کہ بلیک زیرو کا فون آ گیا۔

"سر ! ـــ" بلیک زیرو نے کہا" ہمارے آدمی اس مکان میں گئے تھے ـــ وہ مکان ایک کھنڈر ہے۔ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ شاید وہ جولیا کو لے کر دوسرے دروازے سے باہر نکل گئے تھے ـــ "

عمران کا منہ لٹک گیا۔ اور اس نے فون بند کر دیا۔



پے در پے ناکامیوں نے عمران کو بوکھلا کر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر افسردگی سی پھیلی ہوئی تھی۔ عمران کو کبھی کبھار ہی اس قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ اس مرتبہ تو وہ سخت مشکل میں پھنس گیا تھا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ اچانک اس کے دماغ میں روشنی کا جھپاکہ سا ہوا۔۔۔ اور اس نے آخری فیصلہ کر لیا۔ وہ اب تخریب کاروں سے براہ راست نمٹے گا۔ اس کی دانست کے مطابق اب وہ ان پر آخری فیصلہ کن اور بھرپور حملے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد وہ اپنے میک روم میں گھس گیا۔۔ اور جب وہ باہر نکلا۔ تو کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ احمق عمران ہے۔ وہ نیچے آ کر اپنی ٹوسیٹر میں بیٹھ گیا۔ اسی لمحے جوزف نے اعشاریہ چار پانچ کا پستول نکالا اور عمران کی کمر میں کبھو دیا۔ اور کہا۔

"بتاؤ تم کون ہو۔"

"اسبے کا سے لئے کہیں گولی نہ چلا دینا۔" عمران نے کہا۔" میں تمہارا باس عمران ہوں ا۔۔۔"

"نہیں تم جھوٹ بولتے ہو!"

"میری آواز نہیں پہچانتے احمق!"

"اوہ! باس تو واقعی آپ ہیں!" وہ بھیگی بلی بن کر بولا "کمال ہے۔ آپ کو تو اس روپ میں کوئی بھی نہ پہچان سکے گا!"

عمران اپنے اس روپ سے مطمئن ہو گیا۔ اور ٹو سیٹر کو ریوالونگ بار کے علاقے کی طرف تیزی سے بھگانے لگا۔

جولیا کو اس عمارت میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ وہ جولیا کو اغواء کر کے بہت خوش تھے۔

جولیا کو جس کمرے میں بند کیا گیا تھا۔ وہ ہال کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ وہاں جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ ان جالیوں کے ذریعے آسانی سے ہال کمرے کی کاروائی دیکھ سکتی تھی۔

اس وقت ہال کمرے میں کتنے ہی غیر ملکی موجود تھے۔ اور کرسی صدارت پر وہی عینک والا بیٹھا تھا۔ اور اپنی عینک کو بار بار اتار کر رومال سے صاف کرتا تھا۔ اس کے قریب ہی ایس پی اور نورٹی تھری بیٹھے تھے۔

نورٹی تھری اداس اور بجھا بجھا سا تھا۔ عینک والے نے نورٹی تھری کی طرف دیکھا اور سخت لہجے میں کہا۔

"تم ایک ذمے دار آفیسر ہو۔ ہماری حکومت نے تمہیں کافی اہم کام سونپا تھا۔ تو آپ تک کیا کر سکے ہو! اپنا سامان گنوانے کے ساتھ ساتھ خاص اور جدید قسم کا ٹرانسمیٹر بھی گم کر چکے ہو جس

پر دشمن فریکوئنسی سیٹ کر کے ہمارے کوڈ ورڈز کے ذریعے مکمل گفتگو سن اور سمجھ سکتا ہے باس۔"
اس نے کھڑے ہو کر افسردہ آواز میں کہا۔
"سر! میں نے دانستہ اپنا پلاسٹک کا تھیلا گم نہیں کیا۔ وہاں سچوایشن ہی اس قسم کی ہو گئی تھی۔ وہ ہم پر حاوی ہو گئے تھے اگر ہم وہاں سے فرار نہ ہوتے تو ہمارا مارا جانا یقینی تھا۔
عینک والے کی آواز میں غصہ اور تیکھا پن تھا۔
"تم نے جو ڈائنا مائیٹ شاہکار بلڈنگ میں سیٹ کی تھی۔ وہ بھی ان لوگوں نے ختم کر دی۔"
پھر وہ جھلا کر بولا۔
"وہ ہم پر بھاری ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے پروگرام کو خاک میں ملا دیا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب وہ ہم سب کو ختم کر دیں گے۔ وہ عمران ابھی تک زندہ پھر رہا ہے۔ ہمارے بے شمار آدمی مارے جا چکے ہیں۔ اور جو نئے آئے ہیں وہ بھی کئی محاذوں پر پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم تو اس ملک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے آئے تھے۔ مگر ہم خود ختم ہوتے جا رہے ہیں۔"
اس نے گلا صاف کر کے کہا۔
"فکر مت کیجئے باس! ہم انہیں ختم کر کے ہی رہیں گے۔"
پھر فورٹی تھری نے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر باس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ باس کے سامنے سرخ فائل پڑی تھی۔ اس فائل میں ان کے سب منصوبے تفصیل سے درج تھے۔

"پہلے ہی تم کیا کچھ کر چکے ہو۔۔۔ تم لوگوں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ کہیں وہ ہماری یہ کاروائی بھی نہ سن رہے ہوں۔"
"میں نے ریڈیائی لہریں پیدا کرنے والا آلہ بند کر دیا تھا۔"
فورٹی تھری جلدی سے بولا۔
"اس لئے ہماری یہ کاروائی کوئی نہیں سن سکتا۔"
"پھر اب کیا ارادے ہیں باس۔"
"میرا خیال ہے۔ فورٹی تھری نے کہا" ہمیں کوڈ ورڈز بدل دینے چاہئیں۔۔۔"
"اب یہ ناممکن ہے باس" باس نے جلدی سے کہا۔
"تمام انڈسٹریل ایریا میں ہم نے ڈائنا مائیٹ کی سرنگیں بچھا دی ہیں۔ وہاں ہمارے بے شمار آدمی کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اپنے خفیہ الفاظ بدل دیئے تو انہیں کچھ پتہ نہ چل سکے گا۔ اب تو ہمیں فوراً انڈسٹریل ایریا کو اڑا دینا چاہیئے۔"
"مگر کیسے؟" ایس بی سی نے پریشانی سے کہا" اگر ہم نے اپنے سابقہ خفیہ الفاظ میں کوئی پیغام بھیجا۔ تو وہ لوگ فوراً سن لیں گے۔ اور ہم سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے۔"
"اس کے بارے میں کچھ سوچنا پڑے گا۔ باس نے کہا۔
پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پہلے لنچ کر لیں۔ پھر کچھ سوچیں گے۔
وہ لنچ کرنے دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ ہال خالی ہو چکا تھا۔ جولیا وہاں سے ہٹ کر دروازے کے سامنے آ گئی۔ وہاں ایک گارڈ بیٹھا تھا۔۔۔ وہ جالی میں سے جولیا کو بخوبی دیکھ

سکتا تھا۔ وہ کچھ دل پھینک قسم کا عاشق لگتا تھا۔ جولیا نے اس کے دل کی کیفیت کو بھانپ لیا تھا۔ اب وہ نفسیاتی چکر چلا کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔ جولیا اب پورے ایکشن میں تھی۔

ریڈ فائیل ابھی تک میز پر پڑی تھی۔ اسے ہر حال میں وہ ریڈ فائیل حاصل کرنا تھی۔ اس لئے وہ دروازے کے سامنے جاکر کھڑی ہو گئی۔ اور اپنا سکرٹ گھٹنوں سے اوپر اٹھا دیا۔ وہ ایک دم چونکا۔ اور ٹیبل چھوڑ کر آگے جھک گیا۔ اب گوری گوری سڈول پنڈلیاں چکنی اور ملائم رانیں اس کی نگاہوں کے سامنے تھیں۔ اس خوبصورت منظر کو دیکھ کر اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں کیف سا چھا گیا۔ وہ اسے مستی میں دیکھ کر قاتل انداز میں مسکرائی۔

پھر اس نے سینے پر سے بلاؤز ہٹا دیا۔ اب وہ تو وہ کسی وحشی کی طرح لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

اسے یوں لگا جیسے وہ نشے کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا ہو۔

"ہیلو!۔۔" جولیا نے بڑی دلکش آواز میں کہا۔

"ہیلو!۔۔" گارڈ نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کے سامنے آگیا۔

"ہیلو ڈیئر!۔۔" جولیا نے کہا۔ "کیا اکیلے ہی ہو!۔۔"

"یس ڈارلنگ!۔۔" وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"وہ لوگ کہاں گئے!۔۔"

"پنچ کرنے!"

"کیا تم پنچ نہیں کرو گے؟"

"اگر تم کہو تو پنچ کر سکتا ہوں!" وہ معنی خیز انداز میں بولا۔
اور ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اسے ہوسناک نظروں سے گھور کر بولا "کیا خیال ہے پنچ کے متعلق!"

"جو تمہارا خیال ہے!"

"تو پھر آؤ ڈارلنگ پنچ کرنے چلیں!!"

"دروازہ تو لاکڈ ہے!" جولیا نے کہا۔ ان کے درمیان انگریزی میں گفتگو ہو رہی تھی!

"یہ لاکڈ نہیں رہے گا!" اس نے جیب سے چابی نکالی اور دروازہ کھول دیا۔

جولیا دروازے سے باہر آ گئی۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور اسے بانہوں میں سمیٹنا چاہا۔ وہ اسے پرے ہٹا کر ادا سے بولی۔

"کیا اسی جگہ پنچ کرنے کا ارادہ ہے!"

"اوہ میں بھی کتنا بیوقوف ہوں!" وہ پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔ "چلو اس کمرے میں چلتے ہیں۔ وہاں کوئی نہیں آئے گا!"

"چلو ڈیئر!" وہ ناز و ادا سے بل کھا کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

اس نے جولیا کو بانہوں میں لینا چاہا۔ جولیا بولی۔

"اس پسٹل کو تو ایک طرف رکھ دو!"

اس نے فوراً پستول میز پر رکھ دیا — میز کے ساتھ ہی بیڈ پڑا تھا۔ وہ بیڈ پر لیٹ گئی — وہ اس کے سامنے آ گیا — اور اس پر جھک گیا۔ جولیا نے کمال ہوشیاری اور چالاکی سے پستول اٹھا لیا۔ اس سے پیشتر کہ وہ اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا — وہ پوری طاقت سے پسٹل اس کے سر کے پچھلے حصے پر مار چکی تھی۔

چوٹ بڑی سخت اور جاندار تھی — وہ اسی لمحے بے ہوش ہو گیا — جولیا نے اسے حقارت سے پرے پھینک دیا — اور پستول ہاتھ میں لئے وہ تیزی سے اٹھی اور لپک کر ہال میں آ گئی — اس نے وہ ریڈ فائل اٹھا لی — اور ہال سے باہر نکل آئی۔

اس نے ادھر ادھر برآمدے میں دیکھا — برآمدہ خالی پڑا تھا — جیسے سب لوگ ہی لنچ کرنے چلے گئے تھے۔ وہ فوراً دروازے کی طرف لپکی اور باہر نکل گئی — باہر نکل کر اس نے جو منظر دیکھا وہ اس کے لئے خوشگوار تھا۔

عمران اور جوزف ٹوسیٹر میں بیٹھے ریوالونگ بار کی طرف جا رہے تھے۔ وہ جلد ہی ریوالونگ بار کے علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا — عمران نے نیچے اتر کر زمین کا جائزہ لیا۔ ایک چھوٹی سی کچی سڑک پر گاڑیوں کے پہیوں کے نشانات تھے — وہ پھر ٹوسیٹر پر بیٹھ کر اس کچی سڑک پر آگے آگے بڑھنے لگا۔ جوزف نے پوچھا

”باس یہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔“

”جہنم کی طرف۔“ عمران نے تلخی سے کہا —

"سُنا ہے وہاں تو بہت گرمی ہے باس۔" جوزف نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"تمہیں اس جہنم میں پھینک کر لوٹ آؤں گا۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ "پھر دیکھ لینا گرمی ہے یا نہیں۔"

"ایسا غضب مت کرنا باس!" جوزف گھبرا کر بولا۔ "پہلے آپ نے دریا میں پھینک دیا تھا۔ اور اب جہنم میں پھینکنے لئے جا رہے ہیں۔ جہنم میں تو میں جل کر خاک ہو جاؤں گا۔"

"شٹ اپ!" عمران نے اسے سخت لہجے میں ڈانٹ دیا۔ اس نے دور ہی سے وہ بلڈنگ دیکھ لی اور درختوں کے پیچھے ٹوسیٹر کھڑی کر دی۔ اسے وہاں صدیقی دکھائی دے گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ بدمعاشوں کا ہیڈ کوارٹر وہی بلڈنگ ہے۔ وہ خوش تھا کہ اس کی ٹیم کے لوگوں نے یہ کارنامہ بالکل ٹھیک طریقے سے انجام دیا ہے۔ عمران نے گھوم کر پیچھے دیکھا۔ اور جوزف سے کہا۔

"پستول کا لئے!"

"یس باس!" اس نے جلدی سے کہا۔

"جہنم کا دروازہ آگیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "باہر آجاؤ!" جوزف باہر آگیا۔ وہ دونوں جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول لہرا رہے تھے۔

عمران نے اس سے کہا۔

"وہ بلڈنگ دیکھ رہے ہو!"

"ہاں دیکھ رہا ہوں باس!" اس نے پلکیں جھپکا کر کہا۔

"بس سمجھ لو وہی جہنم کا دروازہ ہے باس۔ وہاں سے جو کوئی بھی باہر نکلے اسے شوٹ کر دینا"

"تو کیا ہم یہاں جہنم کی مخلوق کو ختم کرنے آئے ہیں باس"

"ہاں باس۔" عمران بولا۔ "جب جہنم کی مخلوق ختم ہو جائے گی۔ تب ہی تمہیں وہاں پھینکا جا سکے گا۔ ورنہ جہنم کی مخلوق تمہیں کھا جائے گی۔ جیسے بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی ہے۔"

"میں سمجھ گیا باس۔" وہ گردن ہلا کر پلکیں جھپکتا ہوا بولا۔ "آپ بے فکر رہیں باس۔ جہنم کی مخلوق آج میرے ہاتھوں سے نہ بچ سکے گی باس۔"

یکایک اس بلڈنگ کے دروازے پر اسے جولیا دکھائی دی۔ وہ اسے دیکھ کر چونکا۔

جوزف فوراً الرٹ ہو گیا۔ دوسرے لمحے وہ اپنا پستول سیدھا کر چکا تھا۔

عمران نے جلدی سے کہا۔

"ابے کیا آج بہت زیادہ چڑھا لی ہے باس۔ جولیا کو بھی نہیں پہچانتا باس"

اس نے آنکھیں پھیلا کر غور سے جولیا کو دیکھا

"ارے باس یہ تو جولیا ہی ہے۔ مگر یہ جہنم کی مخلوق کب سے بن گئی باس۔"

"تھوڑی دیر ہی ہوئی ہے باس۔"

عمران اور جوزف نے دیکھا۔ وہ تنویر کی طرف جا رہی تھی۔ تنویر

اسے دیکھ کر خوش ہو گیا ۔ آنکھوں میں چمک آ گئی ۔
صدیقی ، نعمانی ، چوہان اور صفدر بھی اسے دیکھ چکے تھے ۔
وہ لپک کر اس کے پاس آ گئے ۔
جولیا نے کہا ۔
" عمران کہاں ہے ۔ "
" یہاں تو نہیں ہے ۔ " تنویر نے کہا " یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ۔ "
" ریڈ فائیل ۔ " جولیا جلدی سے بولی ۔" وہ لوگ اندر موجود ہیں ۔ میں بڑی چالاکی سے یہ فائیل اڑا لائی ہوں ۔ اس میں ان کے تمام منصوبوں کی تفصیل درج ہے ۔ "
" یہ تو تم نے بہت بڑا کام کیا ہے ۔ "
عمران جولیا کے ہاتھ میں ریڈ فائیل دیکھ چکا تھا ۔ وہ جوزف کو ساتھ لے کر فوراً درختوں کے پیچھے سے نکلا ۔ اور ان کے قریب پہنچ گیا ۔ اسے دیکھ کر سب نے پستول نکال لئے ۔ مگر جوزف کو ساتھ دیکھ کر وہ الجھن میں پڑ گئے ۔ جوزف بولا ۔
" تم لوگ باس کو شوٹ کرنا چاہتے ہو کیا ؟ "
ان سب نے غور سے عمران کو دیکھا ۔ اس روپ میں کوئی بھی اسے نہ پہچان سکا تھا ۔ وہ مسکرا دیا اور بولا ۔
" جولیا ! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ؟ "
" ریڈ فائل ۔" جولیا جلدی سے بولی ۔ " اسے فوراً ایکسٹو کو پہنچانا ہے ۔ میں نے بڑی مشکل سے یہ فائل حاصل کی ہے ۔ اس میں ان کے

سب خطرناک منصوبے درج ہیں ۔۔۔"
عمران نے اس کے ہاتھ سے فائیل لے کر کہا ۔
"جولیا تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ اس مشن کے ٹریپ کو صحیح معنوں میں تم نے توڑا ہے ۔ ایکسٹو تمہیں انعام دلوانے کی سفارش کرے گا ۔۔۔"
"مجھے انعام کی ضرورت نہیں ہے عمران ۔۔" جولیا نے سیتی مسکراہٹ ہونٹوں پر لا کر کہا ۔" مجھے ملک سے پیار ہے ۔ اگر یہ ملک زندہ ہے تو سب زندہ ہیں ۔۔"
"تم بہت گریٹ ہو جولیا ۔۔" عمران نے کہا " آؤ چلیں ۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے ۔۔۔"
وہ جوزف اور جولیا کو ساتھ لے کر اپنی ٹو سیٹر کی طرف آ گیا ۔ تنویر جلدی سے بولا ۔
"ہم یہاں کیا کریں ۔۔۔"
عمران نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور کہا ۔۔
" ایکسٹو نے تمہاری ڈیوٹی اسی جگہ لگائی ہے ۔ جو بھی باہر نکلے اسے ختم کر دو ۔۔ پھر دیکھ بھال کر اس تمام بلڈنگ کو اڑا دو ۔۔۔"
یہ کہہ کر عمران اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ جوزف اور جولیا پیچھے بیٹھ گئے ۔ عمران تیزی سے ٹو سیٹر کو ہانکتا ہوا جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا ۔ اور جولیا سے کہا ۔۔
"تم آرام کرو ۔ میں تمہاری طرف سے ایکسٹو کو مطمئن کر دوں گا ۔"

"شکریہ!" وہ اتر کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ عمران جوزف کو لے کر اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ اس نے جوزف کی طرف دیکھ کر کہا۔

"تم گاڑی میں ہی بیٹھے رہنا۔ میں ابھی آ جاؤں گا!"

وہ اپنے کمرے میں آ کر چلایا۔

"اے سلیمان!"

"آیا سر!" سلیمان فوراً حاضر ہو گیا۔ اس نے کہا۔

"چائے کا ایک کپ لاؤ!" سلیمان نے جلد ہی ایک کپ چائے کا لا کر اس کے آگے دیا۔ وہ چائے پیتے ہوئے فائیل کا معائنہ کرنے لگا۔ معائنہ کرنے کے بعد وہ فوراً حرکت میں آ گیا۔ اس نے کمرۂ خاص میں آ کر بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔ بلیک زیرو فوراً ہی لائن پر آ گیا۔

"بلیک زیرو اسپیکنگ!"

"یس علی عمران!"

"کیا بات ہے عمران صاحب!"

"دیکھو طاہر!" وہ جلدی سے بولا "معاملہ بہت زیادہ خطرناک ہے۔ تخریب کاروں نے تمام انڈسٹریل ایریے کو ڈائنا میٹ سے اڑانے کا منصوبہ مکمل کر لیا ہے۔ اب وہ اس پر فوری عمل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے ملک کی تمام صنعت کو تباہ کر کے ملک کو مفلوج بنا دیں گے! جولیا نے اتفاق سے ان کی ریڈ فائل اڑا لی ہے۔ میں نے اس فائل کا مطالعہ کیا ہے! میں سب کچھ

سمجھ گیا ہوں ۔ تم فوراً ایکشن کرنے احکامات جاری کر دو ۔ اپنے لوگوں سے کہو ۔ کہ فوراً سرنگوں میں پڑی ہوئی ڈائنامائیٹ کی تاریں نکال دیں ۔"

"بہت بہتر ! ۔"

ادھر سے مطمئن ہو کر عمران نے ریڈ آرگنائزیشن کے سربراہ کو مطلع کیا ۔ اور ان لوگوں کو دونوں طرف پہنچنے کے لئے کہا ۔ اس نے ریڈ آرگنائزیشن کے آدمیوں کو بلڈنگ اور انڈسٹریل ایریے کی طرف بھیج دیا ۔ اب وہ کافی حد تک مطمئن ہو چکا تھا ۔ پھر اس نے سلیمان کو آواز دی ۔

"سلیمان ! ۔"

سلیمان آ کر ادب سے کھڑا ہو گیا ۔ اس نے اس کی طرف غور سے دیکھ کر کہا ۔

"تم چاہو تو آج فلم دیکھ لینا ۔ میں شام کا کھانا نہیں کھاؤں گا ۔"

"شکریہ جناب ! ۔" سلیمان نے ادب سے کہا "مگر اس وقت تو کھانا کھائیں گے ! ۔"

"نہیں ! ۔ عمران نے کہا ۔" اب تم جاؤ ! ۔"

سلیمان چلا گیا ۔ پھر وہ میک اپ روم میں گھس گیا ۔ اب وہ ایک نئے روپ میں تھا ۔ پھر وہ اپنی ٹو سیٹر میں آ کر بیٹھ گیا ۔ جوزف اسے دیکھ کر چونکا ۔ مگر عمران نے اسے اپنی پہچان کرا دی اور ٹو سیٹر آگے بڑھی ۔



عمارت ان کی نگاہوں میں تھی۔ اور وہ مستعدی سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ صدیقی، صفدر اور تنویر درختوں کی آڑ لے کر عمارت کے پیچھے بھی چلے جاتے تھے۔ مگر وہ اس بات سے قطعی بے خبر تھے کہ انہیں دو خوفناک آنکھیں گھور رہی ہیں۔ جیسے ہی وہ لوگ پنچ کر کے واپس آئے تھے۔ ان کا ایک گارڈ بے ہوش پڑا تھا۔ اور فائیل غائب تھی۔ چونکہ جولیا بھی غائب تھی۔ اس لئے انہیں یہ اندازہ لگانے میں ذرا بھی دیر نہ لگی کہ ریڈ فائل جولیا ہی اڑا لے گئی ہے۔ اس بات نے انہیں لرزا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ سب جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

فورٹی تھری، ایس پی سی اور ان کا باس سخت مشتعل تھے۔ انہیں اس ملک میں آکر ہر قدم پر نیچا دیکھنا پڑا تھا۔ اس بات نے انہیں بہت برہم کر دیا تھا۔ وہ اب جلد سے جلد تخریبی کارروائیاں مکمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ وہ جان گئے تھے کہ ریڈ فائیل کے ذریعے وہ ان کے تمام منصوبوں سے آگاہ ہو جائیں گے۔ اب وہ انڈسٹریل ایریے کو تباہ نہ کر سکیں گے۔ پھر بھی جتنا بھی ممکن ہو سکے گا۔ وہ

انہیں نقصان پہنچا کر نکل جائیں گے!۔۔۔"

اسی لئے اب نورٹی بھری کھڑکی میں سے صفدر، صدیقی اور تنویر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ پھر نورٹی بھری کھڑکی سے ہٹ آیا۔ اور چپکے سے باہر نکلا۔ وہ درخت کی آڑ میں آ گیا۔ پھر جیسے ہی صدیقی اس کے پیچھے ہوا اس نے لپک کر اس کی گردن پکڑ لی۔ اس نے گردن کو چھڑانے کی کوشش کی مگر وہ نورٹی بھری کے ہاتھوں کے آہنی شکنجے میں تھی۔ وہ گردن نہ چھڑا سکا۔ نورٹی بھری کے ہاتھوں کی گرفت سخت ہو رہی تھی۔ صدیقی نے گھبرا کر اس کی پسلیوں میں دو ہاتھ مارے مگر جیسے گوشت پوست کے اس پہاڑ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کی گرفت سخت ہوتی چلی گئی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا دم گھٹنے لگا ہو۔ پھر ایکدم اس کا دم گھٹ سا گیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گرا۔ دوسری طرف ایس پی سی اسی طرح صفدر کو قابو میں کر چکا تھا۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھے۔ تنویر نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے فائرنگ شروع کر دی۔ فائر کی آواز سن کر چوہان، نعمانی اور خاور بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ عمارت میں سے غیر ملکی تخریب کار باہر نکل آئے اور آتے ہی فائرنگ کرنے لگے۔

وہاں اب جنگ کا نقشہ بن گیا تھا۔ سیکرٹ سروس کے کارکن بہت کم تھے۔ اور وہ آہستہ آہستہ دونوں طرف سے حملہ آور ہو رہے تھے۔ اسی لمحے کئی ویگنیں آ کر وہاں رکیں۔ اس میں ریڈ آرگنائزیشن کے آدمی تھے۔ قوی ہیکل اور دراز قامت ان پر گولیاں برسا رہے تھے۔ ریڈ آرگنائزیشن کے کارندے فوراً نیچے اتر آئے ان کے ہاتھوں میں

اسٹین گنیں تھیں ۔ وہ غیر ملکی جاسوسوں پر اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے ۔ نئے آنے والوں نے جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا ۔

اسی لمحے عمران کی ٹوسیٹر آ گئی ۔ عمارت کے سامنے عمران نے ٹوسیٹر روکی تھی ۔ وہ اس وقت ایک غیر ملکی کے بھیس میں تھا ۔ سامنے عینک والا کھڑا پریشانی سے رومال کے ساتھ اپنی عینک صاف کر رہا تھا ۔ عمران نے ٹوسیٹر سے اتر کر اس کی طرف قدم بڑھائے عمران کو دیکھ کر عینک والے نے پستول نکال لیا ۔

عمران جلدی سے بولا ۔

" شارک مچھلی سمندر میں ہے ۔ "

" سمندر ہی اس کا اصل مقام ہے ۔ "

دونوں طرف سے مسکراہٹوں کا تبادلہ ہوا ۔

" ابھی ابھی اس ملک میں پہنچا ہوں ۔ تم لوگوں کی کیا کارگزاری رہی ہے ؟ ۔ "

پھر عمران نے سامنے دیکھا ۔ غیر ملکی جاسوس مر رہے تھے ۔ عمران جلدی سے بولا ۔

" اپنے آدمیوں کو واپس بلا لو ! ۔ اس طرح تو یہ سب ختم ہو جائیں گے ! ۔ ہم اندر چل کر کوئی فیصلہ کریں گے ! ۔ دوسرے لمحے عینک والے نے روشنی کا بم پھینکا ۔ وہ لوگ روشنی دیکھ کر تیزی سے واپس بلڈنگ کی طرف بھاگے ۔ عمران اور عینک والا پہلے ہی عمارت میں گھس گئے تھے ۔ ان سب کے گھستے ہی دروازہ بند ہو گیا ۔ اس جنگ میں ان کے کتنے ہی آدمی کام آ

گئے تھے۔ غیر ملکی جاسوس اس وقت سخت پریشان تھے۔ ریڈ فائیل کے گم ہو جانے سے وہ دیوانے بن گئے تھے۔ اور اب خون کی ہولی کھیلنا چاہتے تھے۔ وہ سب آکر ہال میں جمع ہو گئے۔ عینک والے نے سب آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہماری ناکامیوں سے گھبرا کر بڑی طاقت نے اپنا یہ نمائندہ بھیجا ہے اسے یہ ہم سے جواب طلب کرنے آیا ہے اسے"

سب لوگ عمران کو گھورنے لگے۔ عمران نے غیر ملکی لہجے میں کہا۔

"تم سب لوگ اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔ اسے"

جب وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تو عمران نے سب کو گہری نظروں سے دیکھ کر قوی ہیکل پر نگاہیں جما دیں۔

"تم فورٹی تھری ہو۔۔۔"

"یس سر۔۔۔" اس نے ادب سے کہا۔

پھر اس نے ایس پی سی کی طرف دیکھا۔

"تم ایس پی سی ہو۔۔۔" عمران نے فائیل دیکھ کر سب کچھ معلوم کر لیا تھا۔

"یس سر۔"

"اور تم ان کے باس ہو۔" عمران نے اب عینک والے کی طرف دیکھا۔

"بیشک۔"

"تم سب لوگ ناکام ہو چکے ہو۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"میں تو یہی سمجھتا ہوں!" عینک والے نے کہا۔ "یہاں کے لوگ بہت منظم ہیں اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ ہم لوگوں نے بڑا کام کیا تھا۔"

"کیا کیا تھا؟"

"تمام انڈسٹریل ایریے کو ڈائنامیٹ سسٹم سے جوڑ دیا۔" عینک والا بولا۔ "مگر سیکرٹ سروس کی ایک اہم کارکن جولیا کو اس کا پتہ چل گیا وہ اتفاق سے ہمارے آدمیوں کو وہاں کام کرتے دیکھ چکی تھی۔ ہم نے اُسے اغواء کیا۔ مگر وہ ہمارے ایک آدمی کو بیوقوف بنا کر تمام منصوبے کی ریڈ فائیل ہی اڑا کر لے گئی۔ اس کے پیچھے میں تاسف تھا! اور اب تک تو وہ لوگ تمام معاملہ ٹھیک کر چکے ہوں گے!"

"بالکل ٹھیک ہے!" عمران نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ "ان لوگوں نے سنٹرل ہنگار بلڈنگ کو بھی بچا لیا ہے۔ اور انہوں نے اب تک انڈسٹریل ایریے کو بھی بچا لیا ہو گا۔ ہم ناکام ہو چکے ہیں۔ اب تم اپنے لئے خود ہی سزا تجویز کرو! اب تم زندہ اپنے ملک نہ جا سکو گے!"

تمام ہال میں سناٹا چھا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ اچانک فورٹی تھری اپنی جگہ سے ہلا اس کا ہاتھ جیب کی طرف گیا۔ عمران نے اپنی جیب سے پستول نکال کر فوراً فائر کر دیا۔ گولی اس کے ہاتھ میں لگی۔ اور اس کا ہاتھ وہیں رہ گیا۔ وہ گر جا۔

"میں تم لوگوں کو فائرنگ کی اجازت نہیں دے سکتا!"

پھر عمران نے ٹیبل کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اس سے تمام دروازے

کھل جاتے تھے۔ ریڈ فائیل کے مطالعے سے وہ ان کے کوڈ ورڈز اور اس عمارت کے میکانکی سلسلے سے واقف ہو چکا تھا۔ فورٹی تھری چلایا۔

"علی عمران سیکرٹ سروس کا ایک ذہین کارکن ہے۔ میں تمہارے ڈونیٹر اور تمہارے کالے غلام جوزف کو دیکھ چکا تھا۔"

عمران نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔

"پھر تم لوگ مجھے اندر کیوں لے آئے۔"

"اس لئے کہ اب تم زندہ بچ کر نہ جا سکو گے۔" فورٹی تھری نے کہا۔

اب عمران کو ایس پی سی، عینک والا اور دوسرے لوگ گھور گھور کر دیکھ رہے تھے۔ مگر کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اسے شوٹ کر دیں۔

اچانک فورٹی تھری کی آواز فضا میں گونجی۔

"بچو۔"

یہ کہہ کر وہ عمران کی طرف کود گیا۔ عمران غافل نہ تھا۔ وہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب گرا۔ عمران نے اس کے جبڑے پر ایک خوفناک طریقے سے لگ لگائی۔ اس کے ہونٹوں سے خون جاری ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف دوسرے لوگوں کو اندر لے آیا۔

ریڈ آرگنائزیشن والوں نے انہیں بھون کر رکھ دیا۔ ان سب میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ صفدر اور صدیقی بھی ہوش میں آ کر ان کے ساتھ آ گئے تھے۔ عمران نے عمارت کی تلاشی لی۔ مگر اسے اور کوئی کام کی چیز نہ ملی۔ پھر عمران نے وہیں سے کیپٹن فیاض کو فون کیا۔

"ہیلو سوپر فیاض۔"

"ہیلو آج تو بہت چہک رہے ہو میرے بلبل!"

جولیا ان ایکشن

"تمہارے لئے کچھ جوزدل کا بندوبست کیا ہے!۔۔۔"

"بکومت!۔" فیاض جھلا کر بولا۔" یہ بتاؤ کہاں سے بول رہے ہو!۔"

"ریوالونگ بار کے علاقے سے ایک بلڈنگ کچھ لاشیں پڑی ہیں۔"

عمران نے خوشدلی سے کہا" انہیں سنبھال لو آکر!۔۔۔۔

اس کے ساتھ ہی اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ کیپٹن فیاض جھلا گیا ہوگا۔ اور غصے میں بھر کر اپنے عملے کے ساتھ فوراً یہاں آرہا ہوگا۔ پھر اس نے جوزف کی طرف دیکھا اور کہا۔

"ابے کالئے!۔"

"یس باس!" اس نے پلکیں جھپکا کر کہا۔۔۔

"آج تو نے بہت تسکارہ کیا ہے!۔" عمران بولا" اب جا کر ٹوسیٹر میں بیٹھ جا۔ پھر عمران بھی ٹوسیٹر میں جا کر بیٹھ گیا۔ تخریب کاروں کو ختم کرنے پر سر سلطان نے عمران کی بہت تعریف کی اور انہوں نے کہا جولیا کو بہترین انعام دیا جائے گا۔۔۔ اور عمران اس بات سے خوش ہو گیا۔

ختم شد